موت کی آرزو کرنا خدا کی کسی وعدہ خلافی کے سبب سے تہا۔ بلکہ یہہ رنجیدگی ایسی ہے جیسے ہر ایک بشر کو نعمت کے فوت ہونے یا کسی مصیبت کے پیش آجانے سے ہوتی ہے۔ جسکو دوسرے لفظون مین غم وافسوس وملال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایسے کلمات کے سبب نیک لوگون پر یہہ گمان نہین کیا جاتا کہ وہ خدا تعالے پر خفا ہو گئے ہین۔ انپر ایسا گمان انہی لوگون کا کام ہے جنکا خود خدا تعالے اور اسکے رسولون پر ایمان و اعتقاد نہین ہوتا۔

کادیانی کی نوین بات اور فخریہ الزام کا جواب بہی اسی کے الفاظ سے دیا جاتا ہے۔ اب اے کادیانی جی ذرا آنکہین کھولکر دیکھو! کہ یونس نبی کی کتاب کے الفاظ و فقرات کی تشریح سے کیسا ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت یونس نے اس وعدہ اور خبر عذاب کو جو خدا کی طرف سے انکو ملی تہی قطعی نہ سمجہا تہا۔ بلکہ شرطی اور ایمان سے ٹلجانے والی سمجہا تہا۔ اور ان کا خدا تعالے کی نسبت پچہتانے کا لفظ استعمال کرنا۔ (اگر صحیح تسلیم کیا جائے) ان معنے سے نہین ہوا جن سے اس وعدہ کا قطعی ہونا ثابت ہو۔ اور آپکا رنجیدہ ہونا خدا تعالے پر نہ تہا۔ اور نہ موت کی آرزو کرنا خدا کی وعدہ خلافی کے گمان سے تہا۔ مگر آپ مین کچہہ حیا و شرم ہو۔ تو آپ اب بہی مان جائین کہ ہمنے کتاب یونہ کا حوالہ محض غلطی سے دیا ہے۔ اور اس سے ہمارا مطلب ثابت نہین ہوتا۔

کادیانی کی دسوین بات کا جواب بہی اسکے الفاظ سے دیا جاتا ہے۔ کادیانی جی! اب تو ہر ایک پہلو سے آپ قابو مین آگئے۔ آپکی ہر ایک بات کے متعدد جوابات دندان شکن دئے گئے۔ جنمین آپ کو چون وچرا کرنے کی گنجایش نہین۔ اور اگر آپ گنجایش سمجہتے ہین تو جواب دین اور دو ہزار روپیہ انعام لین۔ جسکا وعدہ ہم جداگانہ اشتہار مین دینے کو طیار ہین۔

اس دسوین بات کے اخیر مین جو آپنے خاکسار سے قسم کہانیکی درخواست کی ہے اسکی اجابت و قبولیت تفصیل کے ساتھ اس مضمون مین ہوگی جو اشتہار متضمن عذر

عدم وفات مسیح ثانی زوجہ فرضی کا دیانی کے جواب مین شایع کیا جائیگا۔

اس مقام مین اس درخواست کی ایک بات نوٹس لینے کے اور ناظرین کو توجہ دلانے کے قابل ہے کہ اس درخواست مین پہلے آپنے ہمارے قسم کہانے پر مستعدی ظاہر کرنیکو طمع مال اور لالچ کیوجہ سے قرار دیا۔ اور آخیر مین اسکو بے ایمانی ٹھیرایا ہے۔ جس سے آپنے یقین دلایا ہے کہ جو شخص آپکے مقابلہ مین قسم کہانیکو مستعد ہوگا اسکو آپ پہلے قسم کہانے سے لالچی بنا کر اس قسم سے ہٹا دینگے اور جب وہ اپنی صداقت پر جرأت کر کے قسم کہالیگا۔ تب آپ اسکو بے ایمان کہکر یہ طعن کرین گے کہ بے ایمان جھوٹی قسم کہا گیا ہے۔ اس سے اہل انصاف یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ آپکے مقابلہ مین اگر کوئی شخص کسی قسم کی دین یا دنیا مین عزت و حیثیت رکھنے والا قسم کہانے سے انکار کرے تو حق بجانب ہے۔ اور مسٹر عبداللہ آتھم جو آپکے چار ہزار روپیہ دینے پر بھی قسم نہین کہاتا تو اسکی ایک وجہ (علاوہ ممانعت مذہبی کے جسکا وہ مدعی ہے) یہ بھی ہو کہ وہ دنیا مین آپ سے زیادہ عزت و حیثیت رکھتا ہے۔ آپکا گذارہ تو اسی گدائی اور بھیک کی کمائی پر ہے جو آپ جھوٹے مسیح اور جھوٹے مہدی بنکر کما رہے ہین۔ اور وہ اس وقت پنشن یاب ہونیکی حالت مین بھی ایک ہزار روپیہ ماہوار کے قریب آمدنی رکھتا ہے لہذا وہ اس دنیاوی عزت کے لحاظ سے بھی قسم کہانا قبول نہین کرتا۔ اور آپ سے لالچی و بے ایمان کہلانا نہین چاہتا۔ وہ قسم کہانیکو مستعد ہوگا تو آپ اسکو ضرور لالچی کہین گے اور جب وہ قسم کہا جائیگا تب آپ اسکو بے ایمان بتائین گے اور ایسے لوگ مالدار اور ذی عزت دنیا مین بہت ملین گے جو ہزارون روپیہ کا نقصان قبول کرتے ہین مگر سچے ہو کر بھی قسم نہین کہاتے۔ اور بے ایمان معترضین کی اس تہمت سے ڈرتے ہین کہ فلان شخص جھوٹی قسم کہا گیا۔

عبداللہ آتھم کے قسم کہانیکی یہی وجہ ہوئی اپنی کسی مجلس وعظ مین بیان کی تھی جسکو آپنے اپنے اشتہار چار ہزار کے صلہ مین نقل کر کے اسکا جواب دیا ہے۔ کہ ایسا روپیہ لینا جو بغیر میل نفس کے ہو لالچ نہین مگر آپکی اس بدزبانی اور اتہام لالچ و بے ایمانی سے جو خاکسار کے ارادہ قسم کہانے پر آپسے ظاہر ہوئی ہے وہ جواب رد ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ گو واقعہ مین سچی قسم کہانا اور اس ذریعہ سے مال حاصل کرنا لالچ

نہین۔ مگر آپ ازراہ ایمانداری اسکو ضرور لالچ بناوینگے۔ مگر آپ کو یہہ معلوم ہو کہ خاکسار آپکی دہمکی اور تہمت لالچ وبے ایمانی سے نڈریگا۔ اور آپکے مقابلہ مین ضرور قسم کہائیگا۔ اور اس تہمت سے آپکی دہان بندی یون کریگا۔ کہ اس قسم کے عوض مین آپ سے مال دُنیا کا طالب نہ ہوگا بلکہ اس چیز کا طالب ہوگا جسکو کوئی بے ایمان بہی طمع دنیاوی نکہہ سکیگا۔ آپ تو بے نظیر چالاک وچال باز ہی ہین۔ مگر یہہ خاکسار بہی آپکی چال کو تاڑ جاتا ہے۔ اور جس رنگ مین آپ آوین پہچان جاتا ہے۔ ؎ بہر رنگے کہ مے آئی شناسم + لہذا وہ آپکے داؤ مین نہین آتا۔ اور بحکم دروغگو را "تا بخانہ باید رسانید" آپکو گہر اور بیت الفکر (الخلا) تک پہنچا دیتا ہے۔

سب سے آخیر جو آپنے دہریہ ہونیکا اشارہ کیا ہے اسکا جواب خاکسار آپکو کچہہ نہین دیتا۔ اول خدا تعالے پہر اسلامی دُنیا جو آپکے اور خاکسار کے تالیفات سے مین نظر رکہتی ہے خوب جانتے ہین۔ کہ دہریہ کون ہے۔ کون خدا تعالے کو اسکی صفات سے نہین مانتا۔ اور خدا تعالے کو جہوٹ بولنے والا علم وقدرت سے معطل نیچر مین تصرف کرنے سے عاجز جانتا ہے اور کون اسکے نبیون کو جہوٹ بولنے والے اور انکے معجزات کو مسمریزم اور شعبدہ بازی قرار دیتا ہے وعلی ہذا القیاس۔

صفحہ ۶۰ سے یہانتک کادیانی کے اشتہار چار ہزار کے ان دلائل کا جو وعید (وعدہ عذاب) کے ٹلجانے پر اُسنے پیش کئے ہین جواب ہو۔ ذیل مین اسکے ایک حواری کے رسالہ کی اس قسم کی دلائل کا جواب دیا جاتا ہے تاکہ انکے جملہ دلائل کا جواب یکجا ادا ہو۔ اور طالب تحقیق کو پراگندگی نہو۔

ایک جاہل دجّال کادیانی نائب سیالکوٹی نے ایک رسالہ تفہیم حق (جو درحقیقت تفحیم[1] حق بجاے حطی ہے) اپنے نام کو چہپا کر **خامد وخامل** بنکر مشتہر کیا ہے۔ اسمین آپنی گیارہ آئیتین پیش کی ہین۔ جنسے بزعم خود کادیانی کا دعوی ثابت کرنا چاہا ہے۔ **از انجملہ چھہ آیات تو وہی**۔ یا ان کے مضمون کی آیات ہین۔ جنکو کادیانی نے پیش کیا۔ اور ہمنے اسکا جواب دیدیا۔

پانچ اور ہین۔ جنکا جواب اسمقام مین مناسب ہے۔

اول۔ جو اس رسالہ مین بہی نمبر اول ہے وہ آیت ہے جسمین یہ بیان ہے کہ ہم نے

---

[1] تفحیم بجاے حطی کے معنے سیا کرنے کے ہین یعنے حق کے نور پر تحریف وتغلیط کی سیاہی ڈالنا۔

کسی بستی مین کوئی نبی نہین بھیجا۔ مگر اسکے لوگون کو فقیری اور بیماری مین پکڑا تاکہ وہ لوگ عاجزی کرین۔

(۱) وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا اھلھا بالبأساء والضراء لعلھم یضرعون ۵

(۲) ربنا اکشف عنا العذاب انا مومنون انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون ۵

(۳) ولما وقع علیھم الرجز قالوا یا موسی ادع لنا ربک بما عھد عندک لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک

دوسری وہ آیت جو اس رسالہ مین نمبر ۲ ہے اور اسمین بیان ہے کہ مکہ والون نے کہا اے رب ہمارا عذاب (قحط) اٹھادے۔ ہم ایمان لائینگے تو خدا نے فرمایا کہ ہم یہ عذاب اوٹھادینگے مگر تم پھر کفر مین عود کروگے۔

تیسری۔ وہ آیت جو اس رسالہ مین نمبر ۳ ہے۔ اور اسمین یہ بیان ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ خدا سے دعا مانگ وہ ہمارا عذاب اٹھادے تو ہم ایمان لاوینگے۔ اور جب عذاب اوٹھایا گیا تو پھر انہون نے وہی کفر کیا۔ مگر اس جاہل خامد و خامل نے اتنا نہ سوچا کہ کادیانی کا دعوے تو موعود عذاب موت کے ٹل جانیکا ہے۔ اور ان آیات مین جن عذابون کی تضرع و دعا و ایمان سے ٹل جانیکا ذکر ہے۔ وہ عذاب نہ تو موت و ہلاکت کے عذاب ہین۔ اور نہ موعود و موقت الزمان۔ پھر ان آیات سے اس کا استدلال کرنا اپنی دجالیت اور حماقت کا اظہار نہین تو اور کیا ہے۔ ایھا الخامد الخامل ایسے عذاب مادون الہلاک قطعی موعود و موقت الزمان نہین ہوتے۔ اسلئے یہ توبہ و استغفار سے (گو عارضی و جھوٹی ہو) ٹلجاتی ہین۔ بلکہ پہلی آیت تیری تمسک بہا مین صاف بیان ہے کہ یہہ عذاب اسواسطے بھیجے جاتے ہین کہ لوگ ان عذابون سے ڈر کر عاجزی کرین اور وہ عذاب ٹلین۔ لفظ لعلھم یضرعون کو پڑھ اور اسکے معنے کسی اہل علم سے پوچھکر شرمندہ ہو۔

(۴) وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون

چوتھی آیت وہ ہے جو اسکے رسالہ تفہیم مین نمبر ۴ ہے جسمین یہ بیان ہے کہ خدا تعالے اس حالت مین عذاب نہین بھیجتا جبکہ لوگ خدا سے بخشش مانگتے ہون۔ اس آیت کے تمسک سے بھی اس جاہل خامد و خامل نے اپنا جہل ظاہر کیا ہے اور اتنا نہ سوچا

کہ جس خیالی و فرضی استغفار نے عبداللہ آتھم کی موت کو ٹلا دیا۔ وہ اس پیشگوئی (دروغگوئی۔) کے وقت اور اس سے پہلے بھی عبداللہ آتھم میں موجود تھا۔ پھر اس استغفار کے ساتھ عذاب موت کا ڈر کیوں سنایا گیا۔ تیرے مرشد کے احمق ہم (معلم الملکوت) کو اتنی خبر نہیں کہ ایسا استغفار تو تمام پادری اور خاصکر عبداللہ آتھم اکثر اوقات اور خاصکر نمازوں میں کرتے رہے ہیں یہ تو نہیں ہوا کہ جب پیشگوئی کا وقت ٹلنے لگا تھا اسی وقت وہ استغفار اس سے وقوع میں آیا۔

پانچویں آیت وہ ہے جو اس رسالہ میں نمبر ۹ ہے اور اسمیں یہ بیان ہے کہ جنگ احزاب میں دشمن تلے اوپر سے آپڑے۔ تو تم لوگ اللہ تعالے پر برے گمان کرنے لگ گئے۔ اور منافق بولے

(۵) اذجاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم الخ اُٹھے کہ خدا اور رسول نے ہمسے دھوکا کا وعدہ کیا تھا۔

اس سے اس جاہل خامد و خامل نے یہ بات نکالی ہے کہ خدا تعالے اپنے قطعی وعدوں کو ان کے وقت سے ٹلا کر دوسرے وقت پر ظاہر کیا کرتا ہے۔ جس سے لوگوں کو برے گمان پیدا ہوتے ہیں۔ اس استدلال میں بھی اس خامد خامل نے اپنا جہل ظاہر کیا۔ اور اتنا نہیں سمجھا کہ جس نصرت اور وعدہ کے ظہور میں توقف ہوا اور اس سے کچے لوگوں کو برا گمان پیدا ہوا۔ اسکا وقت ظہور خدا تعالے نے مقرر و موقت نہ کیا تھا جن لوگوں کو برا گمان ہوا انہوں نے اسکی مدت قریب سمجھنے میں۔ خود دھوکا کھایا۔ خدا تعالے نے ان کو دھوکا نہیں دیا۔ اور نہ خود جھوٹ بولا ہے اے خامد خامل اس آیت اور اسکے نظائر متی نصر اللہ وظنوا انھم قد کذبوا کی تفسیر و دادین سنت میں نکلوا کر کسی عالم حدیث سے سن اور اپنے ایسے اعتقاد سے کہ خدا تعالے اپنے موقت وعدوں کو دوسرے وقت پر ٹلا دیا کرتا ہے۔ اور کسیقدر جھوٹ بھی بول لیا کرتا ہے توبہ کر ورنہ تیرے لئے جہنم تیار ہے۔

اس تفصیل سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جن آیات سے کادیانی اور اسکے گمراہ اتباع موقت و موعود عذاب موت کے ٹلجانے پر استدلال کرتے ہیں۔ انمیں سے ایک بھی ایسی نہیں

جس سے انکا دعوی اور باطل اعتقاد ثابت ہو۔ ان آیات کی تفسیر مین کادیانی اور اسکے اتباع سے دجالیت سے کام لیا ہے۔ اور آیات قرآن مین یہودیون سے بڑھکر تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ اور مسلمانون کو دھوکا دیا ہے۔

یہ کادیانی کے اس دعوی کا کہ کسی قسم کا ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود ٹل جایا کرتا ہے اور اسکے دلایل کا **ردو ابطال** ہے۔ اب ہم اسکا معارضہ کرتے اور اسکے مقابلہ مین یہ ثابت کرتے ہین کہ عذاب موعود قطعی جسمین موت و ہلاکت کی وعید ہو۔ نہ کسیقدر ڈر جانے سے ٹلتا ہے۔ نہ پورے ایمان لانے سے اور خدا تعالے اپنے وعید (عذاب کی خبر) مین کبھی جھوٹ نہین بولتا۔ کادیانی اور اسکے اتباع مفتری و ملعون ہین جو خدا تعالے کا اپنے وعید مین جھوٹا ہونا تجویز کرتے ہین۔

کسیقدر ڈر جانے سے عذاب موعود کے نہ ٹلنے پر یہہ دلیل ہے کہ خوفناک خبر سنکر کسی قدر ڈر جانا ایک طبعی اور فطرتی اور قدرتی امر ہے۔ گو مخبر کے صدق کا سننے والے کو یقین نہ ہو۔ یہ خوف صرف احتمال صدق سے پیدا ہو جاتا ہے۔ گو آخر کو قائم نہ رہے

تمثیلات۔ (۱) کوئی طبیب کسیکو کہدے کہ تو فلان مرض کے سبب اتنے دنون کے بعد مر جائیگا تو سننے والا گو کیسا ہی صاحب حوصلہ ہوشیار ہو۔ اور اس طبیب کا پورا معتقد نہ ہو سنکر اول دہلہ ضرور ڈر جائیگا۔ اور یہہ کہیگا کہ شاید بحکم ؎

گاہ باشد کہ کودکے نادان بغلط بر ہدف زند تیرے

اسکی تشخیص درست ہو۔ گو وہ آخر سنبھل جائے۔ اور اس طبیب کا کاذب یا غیر ماہر ہونا ثابت ہونے پر اس خوف کو دور کرے۔ (۲) کوئی رمال یا جوتشی یا نجومی کسیکو اگر یہہ کہدے کہ اتنے دنون مین تیری جان یا مال کو نقصان پہنچیگا۔ تو سننے والا گو مطلق علم نجوم یا رمل یا جوتش کا منکر ہو یا خاص کر اس شخص کے نجومی جوتشی ہونے کا انکاری ہو ایک دفعہ تو ضرور خائف و متردد ہو جائے گا اور یہہ کہیگا کہ شاید علم نجوم و جوتش و رمل واقعی علوم ہون۔ یا اس شخص مین ان علوم کا حصہ ہو

در بیشہ گمان مبر کہ خالی ست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

گو آخر وہ ان علوم کی نفی یا اس شخص مین ان علوم کے پائے نہ جانے پر دلائل قائم کرکے سنبھل جائے۔ اور بے فکر ہو جائے۔ (۳) جس شخص کو کوئی جھوٹا جانتا ہو وہ اگر اسکو یکایک اگر خبر دے کہ فلان شخص تیرے مار ڈالنے کی فکر مین ہے۔ اسکی یہ خبر سنکر سننے والے کو ضرور خوف پیدا ہوگا۔ اور وہ یہہ کہیگا کہ شاید یہ شخص بحکم "ان الکذوب قد یصدق" اس خبر مین سچا ہو۔ گو آخر بعد تحقیقات اس کے جھوٹ کا یقین کرکے بیفکر ہو جائے۔ (۴) جو لوگ نئی روش نئے علوم کی مار مین آکر وجود خارجی جنون اور شیاطین سے منکر ہین۔ انمین سے اگر کسیکو یہ کہا جائے کہ فلان مکان مین جن رہتا ہے اور اسکے ایسے ایسے افعال و حرکات مشاہدہ مین آچکے ہین۔ تو وہ تنہا خصوصاً رات کے وقت اس مکان مین جائیگا تو اسکے دلمین کسیقدر خوف و دہشت ضرور پیدا ہوگا گو آخر وہ سنبھل جائے۔ (۵) مسلمان ہندؤن کو اور ہندو مسلمانون کو گمراہ جانتے ہین مگر بعض لوگ ایک فریق کے دوسرے فریق کے فقیرون اور عاملون سے ضرور ڈرتے ہین۔ اور ان کی بددعا سے بچتے ہین۔ اور ان کی دعا اور جھاڑ پھونک کے طالب ہوتے ہین۔ حالانکہ ان کو بالیقین حق و نجات پر نہین سمجھتے۔ (۶) قوم فرعون حضرت موسی کو نبی برحق نہ جانتے بلکہ جادوگر کہتے تھے۔ مگر ساتھہی اسکے وہ ان عذابون کو

ایھا الساحر ادع لنا ربک بما عھد عندک الخ

جو ان پر وارد ہوتے موسیٰ کی نافرمانی کا نتیجہ سمجھکر ڈرتے بھی تھے اور کہتے تھے کہ او اساحر تو خدا سے دعا مانگ تاکہ وہ عذاب اٹھا دے۔ تب ہم ایمان لے آوینگے۔ (۸) مکہ کے کافر آنحضرت کو نبی برحق نہ مانتے مگر انپر قحط آیا۔ تو وہ اس سے ڈر کر آنحضرت سے دعا کے ملتجی ہوئے۔ (ان دو مثالون کو کادیانی نے بھی تسلیم کیا۔ اور ان سے غلط نتیجہ نکالا ہے)۔ (۹) ایک مثال مین اپنے آپ پر گذری بیان کرتا ہون۔ مین کادیانی کو دہریہ کافر مرتد۔ زندیق۔ جانتا ہون۔ اور اسکے عامل سحر و مسمریزم ہونیکا بھی یقین نہین رکھتا۔ اور اسکو صرف فقرہ ساز دھوکا باز اور لاف زن جانتا ہون۔ بااینہمہ مین ۱۸۹۱ء مین جب اسکے سامنے بمقام لودہانہ گیا۔ تو اس خیال سے کہ مبادا اسکو سحر یا مسمریزم مین دخل ہو اس سے ڈر کر اسکے

ساتھ چار چشم نہ ہوا۔ اور معوذتین اور آیۃ الکرسی پڑہکر اپنے بدن پر پھونک کے اسکی مجلس مین ٹہرا۔ اور جب تک اسکی مجلس مین رہا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑہتا رہا۔ اور ڈرتا رہا۔ کہ شاید یہ عامل سحر یا مسمریزم ہو۔ اور اسکا منتر یا نظر بد مجھ پر چل جائے۔

ان تمثیلات سے ناظرین کو یقین ہوگا کہ کسیقدر ڈر جانا ہر ایک خوفناک خبر سنکر ایک طبعی اور فطرتی امر ہے۔ جس سے کوئی صاحب فطرت سلیمہ انکار نہین کرسکتا۔ اس قاعدہ سے ہم یقین کرسکتے ہین کہ جن اقوام عاد اور ثمود وغیرہ پر خدا کا عذاب آیا۔ وہ اس عذاب کی خبر سنکر ضرور کسیقدر ڈر گئے ہونگے۔ و معہذا وہ عذاب ان سے نہین ٹلا۔ اور وہ لوگ ہلاک کئے گئے۔

اس تجویز کے موید قرآن کی وہ آیت ہے جسمین عام اقوام کا حال بیان ہوا ہے۔ کہ پیغمبر خدا کا عذاب آیا۔ تو وہ ڈر گئے۔ اور چلا اٹہے اس سے وہ عذاب نہ ٹلا۔ اور خاصکر وہ حالات شاہد و موید ہین۔ جو مفسرین نے قصہ عاد و ثمود مین بیان کئے ہین۔

حتی اذا اخذنا مترفیهم بالعذاب اذا هم یجئرون لا تجئروا الیوم انکم منا لا تنصرون۔ (المومنون ۶۴)

قوم عاد کے حالات مین مفسرین نے لکہا ہے کہ جب اُس قوم نے حضرت ہود نبی کو نہ مانا تو اُنپر خدا تعالے نے تین برس قحط کو مسلط کیا۔ پس انکے وکیل قیل بن عنز وغیرہ دعاء بارش کے لئے مکہ شریف پہنچے۔ جب خاص حرم مین دعا کرنے لگے تو قیل بولا کہ اے ہمارے خدا ہود سچا ہے تو ہماری لئے بارش نازل فرما۔ اس وقت تین بدلیان نمودار ہوئین۔ سفید۔ سرخ اور سیاہ اور آسمان سے آواز آئی کہ اے قیل جس بدلی کو تو پسند کرتا ہے پسند کرلے۔ اُس نے سیاہ بدلی کو پسند کیا۔ تو خدا تعالے نے اسی بدلی کو قوم عاد کی بستیون کی طرف متوجہ کیا۔ ان لوگون نے اس بدلی کو دیکہا تو خوش ہوئے۔ اور بولے یہ مینہہ آیا۔

وقال قیل بن عنز حین دعا یا الٰهنا ان کان هود صادقا فاسقنا فانا قد هلکنا فانشاء الله سحائب ثلاثا بیضاء وحمراء وسوداء ثم نادا منادٍ من السحاب یا قیل اختر لنفسک وقومک من هذه السحائب ما شئت فقال قیل اخترت السحابة السوداء فانها اکثر السحاب ماءً وساق الله السحابة السوداء

التی اختارھا قیل بما فیھا من النقمۃ الی عاد
حتی خرجت علیھم من وادیھم یقال لہ المغیث
فلما راوھا استبشروا وقالوا ھذا عارض
ممطرنا یقول اللہ تعالیٰ بل ھو ما استعجلتم
بہ ریح فیھا عذاب الیم تدمر کل شئ بامر ربھا
ای یھلک کل شئ مرت بہ وکان اول من
ابصرھا فیھا وعرف انھا ریح مھلکۃ امراۃ من
عاد یقال لھا ھزھد فلما تبینت ما فیھا صاحت
ثم صعقت فلما افاقت قالوا لھا ما ذا رایت
قالت رایت ریحا فیھا کشھب النار اما مھا رجال
یقودونھا فسخرھا اللہ علیھم سبع لیال و
ثمانیۃ ایام حسوما فلم تدع من عاد احدا
الا ھلک (معالم ص ۳۴۴)

وقال لھم صالح انتھکتم حرمۃ اللہ فابشروا
بعذاب اللہ ونقمتہ قالوا وھم یھزؤن بہ ومتی
ذلک یا صالح وما ایۃ ذلک۔ فقال لھم صالح
حین قالوا ذلک تصبحون غداۃ یوم وھو اول
ووجوھکم مصفرۃ ثم تصبحون یوم العروبۃ
ووجوھکم محمرۃ ثم تصبحون یوم شیار ووجوھکم
مسودۃ ثم یصبحکم العذاب فاصبحوا یوم
الخمیس ووجوھھم مصفرۃ کانما طلیت

مگر درحقیقت وہ آندھی تھی۔ جو آٹھ دن اُنپر مسلط رہی
اور اس نے اس قوم کے گھروں کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔
سب سے پہلے اس آندھی کو ایک عورت نے دیکھا اسکو
دیکھکر چلا اُٹھی۔ اور بیہوش ہوگئی۔ جب وہ ہوش
مین آئی تو لوگون نے سبب پوچھا اس نے کہا کہ مین نے
اس آندھی مین آگ دیکھی ہی جسکو کئی آدمی کھینچے لاتے
ہین۔ سو دیکھو قیل کی دعا مین نہ کسی قدر بلکہ
اس سے بڑھکر خوف وانابت موجود تھی۔ ایسا ہی
اس عورت مین پہلے ہی کا خوف پیدا ہوگیا
تھا۔ مگر چونکہ اس عذاب کا وعدہ ہوچکا ہے لہذا وہ
اس خوف وانابت سے نہ ٹلا۔

اور قوم ثمود کے حالات مین مفسرین

نے لکھا ہے کہ جب انہون نے اونٹنی کو کاٹ دیا۔
تو حضرت صالح نے انکو کہدیا کہ تین دن کے بعد
تمپر عذاب نازل ہوگا۔ اور اسکی علامت یہہ فرمائی
کہ جمعرات کے دن تمہارے موہنہ زرد ہوجاوینگے
جمعہ کو سرخ ہفتہ کے دن سیاہ۔ پھر عذاب نازل
ہوگا۔ جب جمعرات کا دن آیا۔ تو اُن کے موہنہ زرد
ہوگئے۔ اور انکو عذاب کا یقین ہوگیا۔ اور انہون
نے جان لیا کہ صالح نے سچ کہا تھا۔ دوسرے دن انکے
موہنہ سرخ ہوگئے۔ پھر وہ چلائے۔ اور رونے لگے۔

بالخلوق صغیرہم وکبیرذکرھم وانثیٰھم فایقنوا بالعذاب وعرفوا ان صالحًا قد صدقھم فلما ایسوا صاحوا باجمعھم الا وقد مضی یوم من الاجل فلما اصبحوا الیوم الثانی اذا وجوھھم محمرۃ کانما خضبت بالدماء فصاحوا وضجوا وبکوا وعرفوا انہ العذاب فلما ایسوا صاحوا باجمعھم الا وقد مضی یومان من الاجل وحضرکم العذاب فلما اصبحوا الیوم الثالث اذا وجوھھم مسودۃ کانما طلیت بالقار فصاحوا جمیعا الا قد حضرکم العذاب فلما کان لیلۃ الاحد خرج صالح من بین اظھرھم ومن اسلم معہ الی الشام فنزل رملۃ فلسطین فلما اصبح القوم تکفنوا وتحنطوا والقوا انفسھم بالارض (معالم ص ۳۴۶)

اور پہچان گئے۔ کہ عذاب آئیگا۔ اور سب کے سب بول اُٹھے۔ کہ دو دن گذر گئے۔ اب عذاب آئیگا۔ تیسرا دن ہوا تو ان کے مونہہ کالے ہو گئے۔ اور سب کے سب چلا اُٹھے۔ کہ بس اب عذاب آگیا۔ اور ہفتہ کے دن سب نے کفن پہن لئے اور زمین پر گر گئے۔ اور ہلاک ہوئے دیکھو اس قوم نے بھی عذاب کے آنے سے پیشتر پہلے اور دوسرے تیسرے دن اسکی علامات دیکھکر کیسا خوف کیا تھا۔ مگر چونکہ وعدہ عذاب ہو چکا تھا۔ لہذا یہہ خوف ان کے کام نہ آیا۔ اور وہ عذاب نہ ٹلا

ایمان لانیسے قطعی موعود عذاب کے نہ ٹلنے پر دلیل

وہ نص قرآن ہے جسمین بیان ہے کہ فرعون ڈوبنے لگا تو بولا۔ مین اس خدا پر ایمان لایا جسپر بنی اسرائیل ایمان لائے ہین۔ اور مین مسلمانون سے ہون۔ مگر خدا تعالے نے اسکو منظور نکیا۔ اور فرمایا کہ اب ایمان لاتا ہے اور اس سے پہلے تو نافرمان رہا۔ اور مفسدون سے آج تیرے بدن کو ہم زمین پر نکال کر پہینکدگے تاکہ تو پچھلون کے لئے ایک نشان عبرت ہو۔ اور دوسری جگہہ فرمایا۔ فرعون اور اسکے پیرو صبح و شام آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہین قیامت کے دن کہا جائیگا۔ آل فرعون کو سخت عذاب مین داخل کرو۔

فلما ادرکہ الغرق قال اٰمنت انہ لا الہ الا الذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین الٰان وقد عصیت قبل وکنت من المفسدین فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک اٰیۃ (یونس ۹۶)

النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا اٰل فرعون اشد العذاب (المؤمن ۵۶)

اس آیت سے صاف ثابت ہوا کہ قطعی

موعود عذاب پورا ایمان لانے سے بھی نہیں ٹلتا۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت یونسؑ کی قوم کا عذاب جو ایمان لانے سے ٹل گیا۔ وہ قطعی موعود نہ تھا۔ بلکہ شرطی مشروط بہ عدم ایمان تھا۔ اس واسطے وہ ایمان لانے سے ٹل گیا۔

بعض علماء نے یہ فارق بیان کیا ہے کہ فرعون کا ایمان عذاب آنے کے بعد تھا اسلئے نہیں ٹلا اور قوم یونسؑ کا ایمان عذاب آنیسے پہلے تھا۔ اسلئے ٹلگیا۔ مگر یہ فارق لائق لحاظ نہیں ہے۔ **اولاً** نص قرآن کشفنا عنہم عذاب الخزی کہہ رہے کہ قوم یونسؑ پر بھی عذاب آگیا تھا۔ اور آثار ظاہر ہو گئے تب ہی خدا تعالےٰ کشفنا یعنے عذاب کو ہمنے کھول دیا۔ فرمایا **ثانیاً** قطعی موعود کے نہ ٹلنے کی وجہ وعدہ الٰہی میں لزوم کذب ہے۔ سو جیسا عذاب آنیکے بعد ہے ایسا ہی آجانے سے پیشتر ہے۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ عذاب آنے سے پیشتر ایمان ہو۔ تو خدا کے وعدہ میں لزوم کذب جائز ہو۔

اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ کادیانی کا یہ دعویٰ کہ کسی قدر ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود ٹلجاتا ہے دروغ بے فروغ ہے اور اس دروغ پر یہ دروغ کہ کسی قدر ڈر جانے سے عذاب قطعی موعود کا ٹل جانا قرآن سے ثابت ہے۔ کادیانی کی بے ایمانی اور پرلے سرے کی دلیری اور بے حیائی ہے۔ پہر اس بیحیائی و بے ایمانی کے بھروسہ اسکا یہہ دعویٰ کرنا کہ عبداللہ آتھم کسیقدر ڈر گیا تھا۔ اسلئے اسکی موت کا موعود عذاب ٹلایا گیا۔ روز روشن کو رات بتانا۔ اور اپنے معتقدین کی آنکھوں میں خاک ڈالکر دن کی رات ہونیکا انسے اعتراف کرانا ہے۔

اس کے اس دلیرانہ دعوی کے جواب میں مسلمان اہل بصیرت یقین کے ساتھہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی قدر ڈر جانا تو درکنار رہا۔ اگر عبداللہ آتھم صاف لفظوں میں کلمہ شہادت پڑہتا اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہدیتا جسپر وہ اب قایم نہیں رہا۔ اور صاف کہہ رہا ہے کہ میں اسلام کو سچا نہیں جانتا اور نہ اس مدت پیشگوئی میں کبھی اسکو سچا جانا ہے"۔ تو بھی اسکا وہ عذاب جو شرط رجوع بحق (یعنے ایمان کامل) سے مشروط تھا۔ ہرگز نہ ٹلایا جاتا۔ اگر وہ الہام خدا کی طرف سے ہوتا۔ وہ کادیانی کا اپنا یا اسکے ملہم شیطان کا دھوکہ تھا اس واسطے باوجود عدم تحقق رجوع بحق

یعنے ایمان کامل وہ عذاب ٹل گیا۔ اور اس پیشگوئی کا کذب ظاہر ہوا۔

صفحہ ۵۱ سے اس مقام تک کادیانی کی دوسری بات کا جواب ہے۔ جو عذر سوم منقول ص ۳۸ کی تائید میں اسنے کہی تھی اور وہ بات ص ۳۹ میں منقول ہے۔ اسکے ضمن میں ص ۵۶ سے ص ۱۰۲ تک حضرت یونس کی قوم سے عذاب ٹلجانے پر بحث ہوئی۔ اب اس عذر سوم کے بقیہ مویدات و وجوہات کا جو ص ۱۰۲ سے ص ۱۲۰ تک اس سے منقول ہیں جواب دیا جاتا ہے۔ عذر سوم کی تائید میں **ثالثاً** جو کادیانی نے کہا ہے کہ عبداللہ آتھم کا میری پیشگوئی سے کسیقدر ڈر جانا اسکے شہر بشہر بہاگے پھرنے سے ثابت ہے۔ وہ اگر نہیں ڈرا۔ تو اب قسم کہاسے۔ اور ہزار روپیہ انعام لے۔ اگر پھر ایک سال کے عرصہ میں نہ مرجائے اس سے عبداللہ آتھم کا واقعی ڈر جانا اور اس ڈر کیوجہ سے موت سے بچ جانا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے کادیانی کا دجال۔ بیحیا۔ دھوکہ باز۔ حیلہ ساز۔ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کلام سے اسکا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ یکسال تو اور میرا دام تزویر بچھا رہے۔ اور اسمیں احمق مالدار عقل کے اندھے گانٹھ کے پورے پھنسے رہیں۔ مگر یہ اسکا خام خیال اور سودائے محال ہے۔ اسکے اس حیلہ سے اسکے بہت سے مخلص اتباع جنمیں کسیقدر ایمان و عقل باقی تھی نکلگئی۔ اور وہ سمجھ گئے کہ یہہ محض حیلہ سازی ہے۔ اور یہ پیشگوئی جھوٹی ہوچکی۔ اسکے اچھے اچھے معتقدین لاہور۔ امرتسر۔ گجرات پنجاب وغیرہ سے ہمکو معتبر ذرایع سے خبریں پہنچی ہیں کہ اب وہ یہہ باتیں کہکر منحرف ہوگئے ہیں۔ اور کادیانی کو بیحیا دھوکا کہتے ہیں۔ کادیانی اس سے انکار کریگا تو ہم ان کی فہرست شائع کرینگے انشاء اللہ تعالے۔

اب اسکے دام میں صرف وہی لوگ رہگئے ہیں کہ جو عقل و ایمان کو بالکل کادیانی کے ہاتھ فروخت کرچکے ہیں۔ یا وہ لوگ درحقیقت اسکے معتقد پہلے ہی نہ تھے۔ صرف بحسب ظاہر اسکے معتقد بنے ہوئے تھے۔ اسکے لنگر سے پیٹ بھرنے اور گوشت پلاؤ پر اٹھے کھانیکو۔ یا اپنے باطل مذہب لاہوتی نیچریت و دہریت کادیانی کے ذریعہ سے پھیلانے کو۔ ان لوگوں کے سوا اور سب لوگ جان اور مان چکے ہیں۔ کہ یہہ کادیانی نے محض حیلہ بنایا ہے۔ اور درحقیقت نہ عبداللہ کی نقل مکانی سے اس کا ڈر جانا ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ صرف ڈر جانے سے پیشگوئی کا سچا ہونا۔ ممکن ہے کہ عبداللہ آتھم کا

شہر بشہر پھرنا اسکی پیشگوئی کی قدرتی اور غیر اختیاری اثر سے ڈر کر نہو۔ بلکہ وہ کادیانی اختیاری تدابیر و اسباب ہلاکت کے خوف سے ہو۔ کیونکہ عبداللہ آتھم امرتسر مین پنشن پانے کے بعد احسن الناس کے طور پر قیام پذیر تھا وہان اسکا حاکمانہ رعب نہ تھا۔ لودہانہ مین وہ اسلئے پناہ گزین ہوا کہ وہان اسکا ایک داماد مسٹر لوئیس ڈسٹرکٹ جج کی حکومت اور رعب داب رکھتا تھا۔ وہان جب کادیانی کی مخفی اسباب و تدابیر ہلاکت کا اُس نے مشاہدہ کیا تو وہان سے فیروزپور مین اپنے دوسرے داماد مسٹر سیاد اس اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے یہان وہ پناہ گزین ہوا۔ یہانتک کہ میعاد پیشگوئی ختم ہوگئی۔

چنانچہ اس امر کا عبداللہ آتھم اور اسکے عیسائی بھائیون نے خود اظہار کیا ہے۔ اور اخبارون و اشتہارون مین مشہور کردیا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے قدرتی اثر سے نہین ڈرا۔ اور نہ اُس نے اسلامی عظمت کو اپنے دلمین دخل دیا ہے بلکہ وہ کادیانی کی اختیاری تدابیر و اسباب ہلاکت سے ڈر کر بھاگتا پھرا۔

اخبار وفادار لاہور ۵ ستمبر ۱۸۹۷ء مین عبداللہ آتھم کے ایک خط کا خلاصہ بالفاظ ذیل نقل کیا ہے:۔ مین خدا کے فضل سے تندرست ہون۔ اور آپکی توجہ صفحہ ۸۱ و ۸۲ مرزا صاحب کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح موعود کی طرف دلاتا ہون جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی موت کی پیشین گوئی ہے۔ اسے شروع کرکے آجتک جو کچھ گذرا ہے آپکو معلوم ہے اب مرزا صاحب کہتے ہین کہ آتھم نے دلمین اسلام قبول کرلیا ہے اسلئے نہین مرا۔ خیر انکو اختیار ہے۔ جو چاہین سو کہین جب انہون نے میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کہا اور اسکو خدا نے جھوٹا کیا۔ اب بھی ان کو اختیار ہے جو چاہین سو تاویل کرین۔ کون کسیکو روک سکتا ہے۔ مین دل سے اور ظاہر پہلے بھی عیسائی تھا۔ اب بھی عیسائی ہون۔ اور خدا کا شکر کرتا ہون۔ جب مین امرتسر مین جلسہ عیسائی بھائیون مین شامل ہونے کو آیا تھا تو وہان بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کردیا تھا کہ آتھم مرگیا ہے نہین آویگا۔ اور جب مجھکو ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا ربڑ کا آدمی بنا ہوا ہے۔ انگریز بڑے حکمت والے ہین۔ ربڑ کے آدمی مین کل لگادی ہے۔ ایسی ایسی باتون کا جواب صرف خاموشی ہے۔ مین راضی بخوشی تندرست ہون اور ویسے ایک دن مرنا تو ضرور ہی ہے۔ زندگی موت صرف رب العالمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

کے ہاتھ مین ہے۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے۔ اور جو کوئی چاہے پیشگوئی کر سکتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر اندر اس وقت کے جو باشندے اس دُنیا کے ہین سب مر جائین گے۔"

اخبار نور افشان لودہانہ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۴ء مین درج ہے:۔ "اسمقام پر اسبات کا ذکر کرنا خالی از لطف نہوگا۔ کہ امرتسر مین ڈپٹی صاحب کے ہلاک کرنیکے لئے تین دفعہ حملے کئے گئے چونکہ انکا امرتسر مین رہنا باعث اندیشہ تہا اسلئے ڈپٹی صاحب ۳۰ اپریل کو امرتسر سے جنڈیالہ تشریف لیگئے اور وہان سے لودہانہ کو چلے گئے۔ جہان ایک شخص برچھی سے ڈپٹی صاحب کا کام تمام کرنا چاہتا تہا۔ لودہانہ مین کچھ دن رہکر ڈپٹی صاحب فیروزپور مین رونق افروز ہوئے۔ اسجگہہ ان پر چار حملے ہوئے۔ بندوق سے دو دفعہ گولی چلی۔ ایک دفعہ ایک شخص گنڈاسا لئے ہوئے نظر آیا۔ دو دفعہ تین۔ تین آدمی رات کے وقت قریب کے کہیتون مین چہپے ہوئے معلوم ہوئے۔ جو پولیس کے تعاقب کرنے سے مفرور ہو گئے۔ اور انہین مین سے ایک دفعہ رات کے وقت ۳ آدمی کوٹہی کا دروازہ توڑ رہے تہے۔ چونکہ ایسے وقت مین زیادہ حفاظت کی ضرورت تہی (جو پیشگوئی کا آخری روز تہا) اسلئے ڈاکٹر کلارک صاحب ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو امرتسر سے فیروزپور تشریف لیگئے۔ رات کیوقت حسب معمول پولیس کا پہرہ رہا۔ اس کے بعد اسی پرچہ اخبار نور افشان مین ڈپٹی آتہم کے امرتسر پہنچنے کا حال بیان کیا۔ اور کہا۔ بعد ازان ڈپٹی عبداللہ آتہم صاحب نے محفل مین کہڑے ہوکر اپنا حال سنایا۔ کہ میرے لئے البتہ یہہ امتحان آیا تہا۔ اور میرا خیال تہا۔ کہ شاید مین مارا ہی جاؤن گا لیکن بشیر ہی کلیسا خداوند کی کلام کو یاد رکہے۔ جو موسیٰ کی معرفت ہوا۔ کہ اگر کوئی تمہارے درمیان جہوٹا نبی آوے۔ اور نشان مقرر کرے۔ اور اسکے کہنے کے بموجب ہو۔ تو خبردار تم اسکے پیچہے نہ جانا۔ کیونکہ خداوند تمہارا خدا تمکو آزماتا ہے۔ اور یہ جو مہینے گذرے ہین انکی بابت انہون نے فرمایا۔ کہ مین نے فقط دو باتین دیکہین جن سے میری تسلی رہی یعنے خداوند روح القدس کا سہارا اور خداوند یسوع مسیح کا خون۔ یہہ کہکر بے اختیار انکے آنسو نکل پڑے۔ نیز جماعت کی بہی آنسو بہی۔"

کادیانی چونکہ ایسا شیر و بہادر دلیر ہے کہ عقل اور حیا دونون سے اکیلا مقابلہ کر رہا ہے لہذا اُسنے عبداللہ آتہم کی اس بات کہنے کو کہ مین مارا جاتا۔ اور اس پر رد دینے کو اپنے دعوی

کی دلیل بنا لیا اور یہہ مشتہر کر دیا کہ عبد اللہ آتہم میری پیشگوئی سے ڈر کر یہہ کلمہ بولا۔ اور اسپر رو پڑا۔ اس کے رد و جواب مین اور نیز کادیانی کی درخواست قسم و طمع دہی۔ انعام کے جواب مین مسٹر عبد اللہ آتہم کو یہہ مشتہر کرنا پڑا کہ مین تیری پیشگوئی کی عظمت سے نہین ڈرا۔ بلکہ تیرے ناجائز وسائل و تدابیر سے ڈرتا پہرا اور قسم کہانا۔ اور مال کا لالچ کرنا میرے مذہب مین منع ہے۔ چنانچہ نور افشان ۲۱ ستمبر ۱۸۹۴ء مین عبد اللہ آتہم کا یہہ خط مشتہر ہوا ہے۔

بخدمت مکرم اڈیٹر صاحب نور افشان! بعد نیاز تصدیعہ یہہ ہے کہ فتح اسلام اور مختصر تقریر مرزا صاحب کادیانی کا جواب میری طرف سے یہہ ہے کہ مین نے کچہہ بہی عظمت اسلام سے جناب کی نبوت اولین مین نجات کے لئے مدد نہین لی۔ ہان البتہ مین جناب کے خونی فرشتون سے ڈر کر چہپتا رہا ہون۔ خصوصاً چار مہینے آخری آپکے ۱۵ ماہ کی نبوت مین نہ اسلام کی عظمت الہامی سے اور نہ اسلامی توحید کی تعظیم سے اور نہ تثلیث مین کچہہ متزلزل ہو کر (ابنیت و الوہیت میرے نزدیک وہی صحیح ہے جو بوقت مباحثہ مین نے شرح کی تہی۔) باقی رہی یہ بات کہ مین نے پہلے جناب کے ساتہہ کوئی شرط یا قسم باندہی نہین۔ اور نہ آیندہ باندہونگا۔ اور نہ آپکے روپیون کا مجہے کچہہ لالچ ہے۔ اور جنہون نے آپکے ساتہہ کچہہ بیہودگی کی ہے اور جو آپکے ساتہہ کرتے ہین اسکے شامل مین نہین۔

یہ بہی جناب مرزا صاحب کو معلوم ہو کہ قریب ستر برس کی تو عمر ابہی میری ہے۔ پہر آیندہ سال بڑہانا جناب کے کیا معنے رکہتا ہے کیا جناب کے خونی فرشتون کو پہلے موقع میرے مارنیکا نہین ملا۔ جو ایک سال کی کی مہلت اور طلب ہوتی ہے۔ مرزا صاحب سچے خدا سے ڈرو۔ مین تو موت کے لئے طیار ہی بیٹہا ہون۔ مگر آپ کو بہی مرنا ہے۔ مین آپسے بدلہ کچہہ نہین چاہتا۔ مگر خدا سے آپکی خیر و عافیت کی دعا مانگتا ہون۔ والسلام۔

عبد اللہ آتہم مقام فیروزپور۔ محررہ ۱۷ ستمبر ۱۸۹۴ء

اس مضمون کا ایک خط عبد اللہ آتہم کا بنام۔ ملا محمد بخش صاحب مالک اخبار جعفر زٹلی لاہور مین چہپکر مشتہر ہوا ہے۔ اور اصل خط دستخطی خاص مسٹر عبد اللہ آتہم صاحب کا ہمنے بمقام لاہور دیکہا ہے اسکی نقل بہی اسمقام مین مناسب ہے:۔

ڈپٹی عبداللہ صاحب کا خط۔ آمدہ مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۹۴ء

جناب محسن بندہ جناب مولانا محمد بخش صاحب مالک اخبار جعفر زٹلی لاہور۔ تسلیم۔ آپکے خط کے جواب مین قلمی ہے کہ مین اپنے ایمان مسیحی کی بابت مفصل اخبار نور افشان وغیرہ مین اشتہار دے چکا ہون کہ مین بچے دل سے عیسائی جسطرح تہا ابتک اپنے ایمان پر قایم ہون۔ اور ہرگز اسلام کی طرف ذرا بھی مایل نہین ہوا نہ ظاہرانہ باطن مین۔ تو اب فرمایئے کہ اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہون۔ جو آدمی کچھ بھی عقل رکھتا ہے اس سے صاف جان سکتا ہے۔ باقی رہا مرزا صاحب کا شرط لگانا کہ آتھم قسم کہا کر یہ بات کہدے۔ سو صاحب من میرے مذہب مین تو قسم کہانا منع ہے۔ متی کی انجیل مین صاف لکھا ہے کہ تم ہرگز قسم مت کہاؤ۔ ہان کے ہان۔ اور نہ کی نہ ہونی چاہیئے اور ہزار اور دو ہزار کی شرط لگانا تو ایک طرح کی جوے بازی ہے میرے خیال اور میرے مذہب مین اسطرح کا لاچ بھی منع ہے۔ مرزا صاحب کی مرضی جو چاہین سو کہتے جائین مین تو پہلے بھی یہ دعا مانگتا تہا۔ اور اب بھی دعا مانگتا ہون کہ یا خدا تعالے! تو مرزا صاحب قادیانی پر رحم کر۔ اور اسکو ہدایت کر کہ راہ راست پر آوے۔ اور اسکو صحت اور تندرستی جسمی اور دماغی بخش آمین۔ اس سے زیادہ سب کچھ فضول ہے۔ اور مین ایک ضعیف العمر آدمی قریب ستر سال کی عمر کا ہون آخر کہانتک جیون گا۔ کون جانتا کب خدا تعالے بلالے۔ زیادہ نیاز۔

آپکا مشکور بندہ عبداللہ آتھم پنشنر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر از مقام فیروزپور۔

اس خط پر جو ملا صاحب نے پنجابی زبان مین ریمارک کیا ہے۔ اسکا نقل کرنا بھی ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہوگا۔ ملا صاحب فرماتے ہین۔

ک کفر دے فتوے سب عالماندے لگے مرزے تے بنے حواریان دے۔

لکھیا دستے قرآن حدیث اندر شرطان لاوندا وانگ حواریان دے۔

تیرے کاذبا! ہوئے الہام جھوٹے جھڑے منگے تون ساک کواریان دے

لگڑدن کہون مرزے ملان ذبح کرسی فتح کہین بازیان ہاریان دے

مسٹر آتھم کے اس بیان پر کہ وہ اس پیشگوئی کی قدرتی تاثیر سے نہین بلکہ کادیانی کے اختیاری اسباب و تدابیر ہلاکت سے ڈر کر نقل مکانی کرتے رہے۔ ہم ایک دیسی دلیل پیش کرتے ہین جس سے کسی شخص کو

اگر وہ ادنی فہم والا شخص بھی رکھتا ہو گا شک نہو گا۔ اور وہ دلیل یہ ہو کہ عبداللہ آتھم ایک رنجیس مین (مذہبی آدمی) ہو۔ اور وہ اپنے مذہب کتابون کی رو سو خدا کی سلطنت اور قدرت ہر جگہہ مساوی سمجھتا ہے۔ پس اگر اس پیشگوئی کو خدا کی طرف سے سمجھتا اور خدا تعالے کے مواخذہ سے ڈرتا تو وہ اس خوف سے نقل مکانی ہرگز نکرتا کیونکہ وہ خوب یقین رکھتا تہا۔ کہ خدا تعالی کی پکڑ ہر جگہہ مساوی ہے۔ اسکو نہ مسٹر ایمس ڈسٹرکٹ جج لودہانہ کا رعب روک سکتا ہے۔ نہ مسٹر میاداس اکسٹرا اسسٹنٹ فیروزپور کا رعب۔ لہذا اسکی اس نقل مکانی سے صاف ثابت ہو کہ وہ اس پیشگوئی کو خدا کی طرف سے نہ سمجھا تہا۔ اور اسکے قدرتی اثر اور خدا کے مواخذہ سے ہرگز نڈرا تہا۔ بلکہ وہ کادیانی کے اختیاری وسائل ومخفی تدابیر سے ڈر کر ایک جگہہ سے دوسری جگہہ پہرتا رہا۔

لیجئے جناب خسارت مآب کادیانی صاحب! یہ نقل مکانی عبداللہ آتھم کی قدرتی مواخذہ سے نڈرنے پر دلیل ہوئی۔ اور آپ کی دلیل اُلٹی آپ پر پڑی۔ اختیاری وسائل وتدابیر ہلاکت سے خوف کے جواب مین کادیانی نے رسالہ نور الانوار کے صفحہ مین ایک نوٹ کے ضمن لکھا ہے کہ مین کسی جگہہ کا بادشاہ نہ تہا چال چلن کے رو سے خونیز اور ڈاکو نہ تہا۔ پہر اسقدر دہشت کہان سے پڑ گئی۔ اگر یہہ حق خوف نہ تہا۔

اسکا جواب یہ ہو کہ اعتقاداً و علماً تمہارے ڈاکو خونیز ہونے مین کیا شک جبکہ تم اپنی کتاب دساوس کے صفحہ ۶۰ مین صاف لکھہ چکے ہو کہ کافر کا مال اور جان اسکی ملک نہین رہتی۔ خدا جسکے ہاتھ سے چاہے تلف کردے۔ اب اگر عملاً ڈاکو ہونے مین یعنی اس مسئلہ کو عملین لانے اور لوٹ مار شروع کرنیمین کسر ہے تو جمیعت کی کسر ہے اور یہ بات مُسلّم کُل ہے کہ عمل اور چال چلن ہمیشہ اعتقاد کے تابع ہوتا ہے۔ آپکا اعتقاد ثابت و معلوم ہوگیا تو اب عمل مین بجز جمیعت کیا کسر رہی۔ اس عام لوگون کے خیال اور اسکے دلائل کو اب بہی کادیانی نہ مانے تو ہم اسکے قول سوم کے جواب مین کہین گے۔ کہ ہم تہوڑی دیر کے لئے بطور فرض محال یہ فرض کر لیتے ہین کہ مسٹر عبداللہ آتھم آپ کی پیشگوئی کی قدرتی تاثیر سے ڈر کر شہر شہر پہرا گیا پہرا اور اس پیشگوئی مین وہ آپکو نجومی یا جفری یا جوتشی یا مسمیریزسٹ سمجھکر یا اس سے بہی بڑہکر کہتا ہون آپکو ملہم مانکر اس پیشگوئی کے قدرتی اثر سے ڈر گیا۔ اور اس ڈر سے شہر شہر پہرا۔ بلکہ کسی وقت مرہنہ

سے اظہار ایمان بھی اس نے کر دیا۔ پھر اس فرض محال پر یہ کہتے ہیں۔ کہ اس صورت میں بھی اس پیشگوئی کا (اگر وہ خدا کیطرف سے تھی) پورا ہونا لازم تھا۔ اور اسکا مر جانا ضروری تھا۔ **اولاً** اسلئے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ موت کا عذاب موعود ٹر جانے سے نہیں ٹلا کرتا۔ (جیسا کہ قوم عاد و ثمود اور ہر قوم سے جسپر عذاب آیا۔ اور وہ چلائے نہیں ٹلا۔) اور نہ وہ ایمان لانے سے ٹلتا ہے (جیسا کہ فرعون سے جو ایمان لایا تھا وہ عذاب نہیں ٹلا۔) **ثانیاً** اس لئے کہ اگر اس عذاب کی شرط عدم رجوع بحق کی نظر سے اسکو شرطی تسلیم کیا جائے۔ تو بھی اسکا وقوع ضروری تھا۔ کیونکہ اس شرط کا تحقق ہو گیا۔ اور عبد اللہ آتھم نے رجوع بحق نہیں کیا۔ یعنے وہ پورا اور سچا مسلمان نہیں ہوا۔ صرف پیشگوئی سے ڈر کر ظاہری اسلام لایا۔ جو شرعاً صحیح نہ تھا۔ بلکہ وہ اسلام عارضی اور جھوٹا تھا۔ جسکا عارضی اور جھوٹا ہونا اسکی تحریرات مابعد سے جو منقول ہوئیں ثابت ہو گیا ہے۔ پس اگر وہ الہام اور وعدہ عذاب موت خدا کی طرف سے ہوتا جو عالم الغیب تھا۔ اور عبد اللہ آتھم کیحالات مابعد سے واقف تھا۔ تو وہ ایسے عارضی اور جھوٹے ایمان کو قبول نکرتا۔ اور اسکو موت کے عذاب سے نہ بچاتا۔ اور ضرور مار ڈالتا۔ آزانجا کہ عبد اللہ آتھم باوجود تحقق شرط عذاب زندہ رہا۔ لہذا باوجود تسلیم و فرض اس امر کے کہ عبد اللہ آتھم اس پیشگوئی سے ڈر گیا۔ یا وہ کسی وقت ایمان لایا تھا۔ اس عذاب موت کا واقع نہ ہونا۔ اور عبد اللہ کا مارا نہ جانا اس امر پر کامل دلیل ہے کہ وہ الہام خدا کی طرف سے نہ تھا۔ بلکہ کادیانی کا من گھڑت ڈھکوسلہ یا اسکے (معلم الملکوت) کا وسوسہ تھا۔ جو جھوٹا نکلا۔ اور اس نے کادیانی کو جھوٹا کیا۔ اور تمام جہان کی لعنتوں کا مورد بنایا۔ لہذا اب اس جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے کادیانی کا ان باتوں کو زبان پر لانا۔ اور عبد اللہ آتھم کا ڈر جانا یا خفیہ ایمان لانا تجویز کرنا۔ اور درصورت انکار عبد اللہ آتھم کادیانی کا اسکو قسم دینا اور اسپر وعدہ انعام کرنا۔ محض بے شرمی اور بے ایمانی اور دھوکا بازی اور حیلہ سازی کی باتیں ہیں۔

اب اس بے شرمی میں کادیانی کی **دلیری** کو دیکھو کہ اس نے اس قسم پر پہلے **ایک ہزار** روپیہ کا انعام تجویز کیا۔ اس سے عبد اللہ آتھم نے انکار کیا۔ **تو پھر دو ہزار** کا اشتہار دیا۔ اس سے بھی اس نے انکار کیا۔ **تو تین ہزار** کا اشتہار دیا۔ اب **چار ہزار** کا اشتہار چھپوا دیا ہے۔ اور آئندہ **دس ہزار** تک

اشتہار دینے کا بھی اسکا ارادہ سُنا جاتا ہے۔ یہ امر بھی کادیانی کا دھوکا بازی مین بڑا دلیر ہونا اور اس کے اس دھوکے مین پھنسنے والون کا کمال درجہ کا احمق ہونا ثابت کر رہا ہے

عقلمند بخوبی جانتے ہین کہ جس شخص نے ایکہزار روپیہ لیکر قسم کھانے سے بدست آویز ایک حکم مذہب کے انکار کیا ہے وہ دو ہزار یا تین ہزار یا دس ہزار روپیہ لیکر بھی قسم نہ کھائیگا۔ اور اس امر کا کادیانی کو یہہ یقین ہو گیا ہو۔ تب ہی وہ تعداد بڑھایا چلا جاتا ہو۔ اور اس سے احمقون کو فریب مین لاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور سُنو کادیانی نے اس دھوکے پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے احمق دام افتادگان کو اشتہار تین ہزار کے صفحہ مین ایک اور دھوکا دیا۔ اور یہہ کہا ہے کیا مین پاگل ہو گیا ہون۔ دیوانہ ہون۔ کہ اگر قطعی طور پر مجھے علم نہین دیا گیا۔ تو یون ہی تین ہزار برباد کرنیکو تیار ہو گیا ہون"

اس دھوکے کا ازالہ اور ان احمقون کے دام کادیانی سے نکلنے کی تدبیر و حیلہ یہہ ہے کہ کادیانی صاحب آپکو پاگل یا دیوانہ کون کہتا ہے۔ آپ بڑے ہوشیار عیار مکار طرار اور اس انعام مین بڑھتے جانا۔ آپ کی اس ہوشیاری پر مبنی ہے۔ آپکو قطعی طور پر علم و یقین ہے۔ کہ عبداللہ اتہم اپنے مذہب کی مخالفت کیوجہ سے ہرگز قسم نہ کھائیگا۔ اور وہ دن کبھی نہ آئیگا جسمین آپکا ایک پیسہ ہاتھ سے نکلے۔ پھر آپ بلا خوف کیون تعداد انعام مین بڑھتے نہ جاوین اور کیون احمقون کو دام نہ لاوین۔

اس سے بھی بڑھکر اور سُنو۔ کادیانی نے اس دھوکہ پر ایک پیشگوئی کا ڈھکوسلہ بنا لیا۔ جس سے اپنے احمق دام افتادگان کے پاؤن مین ایک اور رسّہ یا آہنی کڑا ڈالنا چاہا ہے۔ اس نے عبداللہ اتہم کی قسم سے انکار کرنے پر اشتہار دو ہزار و چار ہزار مین یہ الہامی پیشگوئی کی ہے کہ عبداللہ اتہم قسم نہ کھائیگا۔ اور کادیانی کے مقابلہ مین کبھی نہ آئیگا۔ اسکا یہ منتر اُن احمق دام افتادگان پر چل بھی گیا۔ اور ان کے پاؤن مین وہ رسّہ یا کڑا پڑ گیا۔ اب وُہ یہہ کہہ رہے ہین کہ اگر یہ پیشگوئی الہامی نہین اور عبداللہ کے قسم نہ کھانیکی خدا نے کادیانی کو خبر نہین دی تو عبداللہ اتہم قسم کھا کر اس پیشگوئی مین کادیانی کو کیون جھوٹا نہین کرتا۔

مگر اس ڈھکوسلہ کا جواب ترکی تبرکی کادیان کے عیسائی بہائیون نے ایسا دیدیا ہے جس نے

اس پیشگوئی کے الہام کی قلعی کھولدی ہے۔ اسمقام مین اسی جواب کا نقل کردینا کافی وافی ہے۔
ڈاکٹر ایچ مارٹن کلارک نے مشن پریس امرتسر مین اشتہار ذیل چھپوا کر شائع کیا ہے۔

اشتہار

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوے ہے کہ مین محمدی ہون۔ اور علمائے اسلام کہتے ہین کہ وہ مسلمان ہی نہین ہین۔ کفر کا فتوی لگا کر اسلام سے خارج کرتے ہین۔

اب ہم یہ کہتے ہین کہ اگر مرزا صاحب مجمع عام مین ایک لقمہ خنزیر کے گوشت کا سبھون کے سامنے کہا کر کہین کہ مین مسلمان ہون تو ہم یقین کرین گے کہ علماے اسلام کا فتوی غلط اور یہ درحقیقت مسلمان ہین۔ اور اگر مرزا صاحب یہ نہین کر سکتے تو وہ مسٹر آتھم صاحب کو بھی قسم کھانے سے معذور سمجھین کیونکہ جیسے قرآن کے حکم سے وہ سؤر کا گوشت نہین کہا سکتے اسیطرح آتھم صاحب انجیل کے حکم سے قسم نہین کہا سکتے۔ جبتک کہ کسی حاکم سے قسم پر مجبور نہ کرائے جائین۔ عیسائی کو قسم کھانا جائز نہین ہے۔

اگر آتھم صاحب قسم کھاتے تو ثابت کردیتے کہ میرا عمل انجیل پر نہین ہے۔ پس مرزا صاحب کو لازم ہے کہ ہماری اس دعوت کو قبول کرکے اس شرط کے بموجب اپنے تئین محمدی ثابت کرین۔ ورنہ بار بار قسم کے اشتہار آتھم صاحب کے نام پر دینے بند کرین۔

اور مرزا صاحب گویا الہام سے یہ بھی کہتے ہین کہ آتھم صاحب ہرگز قسم نہ کھائینگے سو معلوم ہو کہ اگر ہمین الہام نہین ہوتا اور جبرائیل ہماری پاس نہین آتا تو بھی ہم دعوی سے کہتے ہین کہ مرزا صاحب ہرگز خوک کا گوشت کھا کر اپنے تئین مسلمان ثابت نہ کرسکین گے۔

الراقم

(ڈاکٹر) ایچ۔ ایم۔ کلارک۔ ایم۔ ڈی۔ (میڈیکل مشنری (امرتسر)

عیسائیون کے قسم سے انکار و عذر کے جواب مین کادیانی کے اشتہار چار ہزار مین مطول بحث کی ہے۔ اور اسمین کہا ہے کہ عہد عتیق مین قسم کہانیکا حکم ہے۔ اور اسپر کتاب یرمیاہ اور زبور کا حوالہ دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ عہد جدید مین بھی قسم کہانا ثابت ہو۔ اور اسپر پولوس اور پطرس کا قسم کہانا انجیل متی و اعمال سے نقل کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ پادری لوگ عدالتون مین بلائے جاتے ہین۔ تو قسمین کہاتے ہین۔ اور انگریزی سلطنت کے کل متعہد عہدہ دار اور پارلیمنٹ کے ممبر یہانتک کہ گورنر جنرل سب حلف اٹھانیکے بعد اپنے عہدون پر مامور کئے جاتے ہین۔ پھر کہا کیا یہ سب کے سب انجیل پر ایمان رکھنے سے بے نصیب تھے۔ اور صرف ایک عبداللہ آتھم ہی سچے عیسائی ہین۔ جو قسم کہانیکو ممنوع قرار دیتے ہین۔

اسکا جواب معلوم نہین عیسائیون نے کیا دیا ہے یا آیندہ کیا جواب دینگے۔ مگر ہم اسلامی طرز و اصول پر اسکا جواب دیتے ہین۔ اور مسلمانون پر یہہ ظاہر کرتے ہین۔ کہ جو ثبوت جواز قسم کا کادیانی نے پیش کیا ہے وہ اسلامی اصول پر کافی ثبوت نہین ہے۔

عہد عتیق مین جو قسم کہانیکا حکم ہے اسکو تو بسبب اعتقاد مسیحون کے حضرت مسیح نے اپنے اس قول سے منسوخ کر دیا ہے۔ جو انجیل متی کے باب ۵ مین ہے کہ ۳۳۔ پھر سن چکے ہو کہ اگلون سے کہا گیا کہ تو جھوٹی قسم نہ کہا۔ بلکہ اپنی قسمین خداوند کے لئے پوری کر۔ ۳۴۔ پر مین تمہین کہتا ہون ہرگز قسم نہ کہانا۔ نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے۔ ۳۵۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اسکے پاؤن کی چوکی ہے۔ اور نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔ ۳۶۔ اور نہ اپنے سر کی قسم کہا کیونکہ تو ایک بال کو سفید یا کالا نہین کر سکتا۔ ۳۷۔ پر تمہاری گفتگو مین ہان کی ہان اور نہین کی نہین ہو۔ کیونکہ جو اسسے زیادہ ہے سو برائی سے ہوتا ہے۔"

رہا عہد جدید مین پولوس یا پطرس کا قسم کہانا۔ سو اسلامی اصول کی رو سے اس حکم مسیح کو اٹھا نہین سکتا۔ کیونکہ غیر نبی کا قول یا فعل نبی کے حکم کا ناسخ نہین ہو سکتا اگر حضرت مسیح کا فعل قسم ثابت ہو تو وہ بھی انکے قول کا ناسخ نہین ہو سکتا۔ اب رہا انگریزی عدالتون اور پارلیمنٹ مین قسم کا مروج

ہونا۔ اور انمین پادریون اور متعہد عہدہ دارون کا قسم کہانا سو عیسائی مذہب کا حکم نہین بن سکتا اور ان کا فعل و عمل عیسائی مذہب کی دلیل نہین ہو سکتا۔ انگریزی سلطنت و عدالت اور دیگر عیسائی قومون کی سلطنت کے آئین و قانون مین اور کونسا امر ہے جو احکام توریت یا انجیل کے مطابق ہے۔ اور اسکو کوئی محمدی یا اور منصف عیسائی مذہب کہہ سکتا ہے جملہ عیسائی سلطنتون اور تمام عیسائیون اور پادریون نے احکام توریت و انجیل کو بالائے طاق رکھدیا ہوا ہے۔ اور انکے نزدیک عیسائی ہونے کے لئے مسیح کے خون و کفارہ پر ایمان رکھنا کافی و وافی ہے۔ یہ بات اون کے ہادی پولوس نے تعلیم کی ہے۔ اور احکام شریعت سے آزادی عطا فرمائی ہے چنانچہ عبرانیون کے خط باب ۷ مین پولوس مقدس فرماتے ہین۔

"۱۸۔ پس اگلا قانون اسلئے کہ کمزور اور بیفایدہ تھا اٹھ گیا۔ ۱۹۔ کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا۔ مگر ایک بہتر امید درمیان داخل ہوئی جسکے وسیلے ہم خدا کے حضور پہنچتے ہین"

بنا علیہ۔ عیسائی سلطنتون کے قانون و آئین اور عیسائیون کے افعال و اعمال جو توریت و انجیل کے مخالف ہین عیسائی مذہب قرار نہین دیئے جا سکتے۔ جو شخص اس قانون و عمل کو عیسائی مذہب قرار دے اور اس سے قسم یا اور کسی حکم کا مذہب عیسائی ہونا ثابت کرے وہ پرلے سرے کا احمق یا دھوکا باز ہے۔

اس سے بھی بڑکر اور سنو۔ کہ عبداللہ آتھم کے ڈر جانے اور ایمان لانے اور اسپر قسم کہانے سے انکار کرنے پر کادیانی نے ایک اور مکر کیا۔ اور اپنے احمق اتباع کو دھوکا دیا۔ اور کہا کہ یہ باتین عبداللہ آتھم کے مونہہ سے بطور مدعا علیہ ہونے کے نکل رہی ہین۔ اور مین چاہتا ہون کہ وہ بطور گواہ یہ باتین کہین اور اسپر قسم کہائین۔ اور خدا کے عذاب موت کے مستحق ہون۔ کیونکہ مدعا علیہ خواہ کتنا جھوٹ بولے اسپر عدالت مین مواخذہ نہین ہوتا۔ اور اگر کوئی گواہ بنکر جھوٹ بولے تو وہ حلف دروغی مین پکڑا جاتا ہے۔ اسکا جواب عبداللہ آتھم اور اسکے عیسائی بھائیون نے تو یہ دیا کہ آپ حاکم مجاز ہین تو مجھے عدالت مین طلب کرین اور مجھ سے جبرًا قسم لین۔ ہم تو آپ کو حاکم

مجاز نہین سمجھتے اور اپنے مذہب کے رو سے قسم کہانا جائز نہین سمجھتے"۔

ہم اسکا جواب اسلامی اصول پر ایسا دیتے ہین۔ جس سے کادیانی کے دام افتادہ اگر کچھ عقل رکھتے ہین اسکے دھوکے پر متنبہ ہو کر اس سے نجات پاوین۔ وہ یہہ ہے کہ اس قول مین کادیانی نے خدا تعالے کو عیسائی بنایا ہے۔ اور عیسائی گورنمنٹ کے قانون کو پابند ٹھہرایا ہے اور یہہ جتایا ہے کہ خدا تعالے بہ پابندی مذہب عیسائی مدعی علیہ کو جھوٹ کی سزا نہین دیسکتا اسلئے اسکو گواہ بنا کر قسم دلوا کر حلف دروغی کی سزا مین معذب بعذاب موت کرنا چاہتا ہے۔ اور یہہ سراسر اسکا دھوکا و مغالطہ ہے۔ خدا تعالے کے حکم و شریعت مین (جو اسلام مین مقرر ہے) جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسم کہانے ہین۔ گواہ اور مدعی علیہ بلکہ مدعی سب برابر ہین۔ بناء علیہ۔ عبداللہ آتھم اگر مدعا علیہ ہونیکی حیثیت سے جھوٹ بولے یا اسپر قسم کہالے تو ویسا ہی لائق سزا ہوگا۔ جیسا کہ ایک گواہ کی حیثیت سے جھوٹ بولے یا اسپر قسم کہالے۔ تسلیم وہ گواہ کی حیثیت سے بھی نہین کہائیگا۔ جیسا کہ مدعا علیہ بنکر نہین کہاتا۔ اور مدعا علیہ ہونے کی حیثیت سے تو وہ بقول کادیانی جھوٹ بول ہی رہا ہے۔ پس اگر وہ واقع مین جھوٹا ہے۔ اور خدا تعالے بقول کادیانی اسکو سزا موت دینا چاہتا ہے تو پھر اسمین کیون توقف کر رہا ہے۔ اور کیون اس امر کا منتظر ہے کہ وہ بطور گواہ جھوٹ بولے۔ اور جھوٹی قسم کہائے۔ اور اسپر حلف دروغی کی دفعہ قایم ہوے۔ تب اسکو سزا موت دے سکیا وہ اپنے اس حکم و شریعت کو جو اسلام مین مقرر کر چکا ہے منسوخ کرنا چاہتا ہے۔ اور اب وہ آئین قانون گورنمنٹ کا تابع ہو گیا ہے۔ نہین نہین ہرگز نہین

کادیانی اس امر کو تسلیم کرے تو اسکو مناسب ہے کہ عبداللہ آتھم کے مدعا علیہ ہو کر جھوٹ بولنے پر ہی اسکو جھوٹ کی سزا موت دلوا دے۔ مگر اس سزا کی میعاد ایک سال مقرر نکرا دے بلکہ گھنٹون یا اس سے بڑھکر دنون یا زیادہ سے زیادہ ایک مہینے کی ہفتون کی میعاد مقرر کرا دے۔ کادیانی نے ایسا نہ کیا۔ اور ہمارے اس جواب کو سنکر بھی قانون انگریزی کی دفعہ قایم ہونیکا منتظر رہا۔ تو

اسکی دام افتادہ جماعت کو اگر وہ کچھ عقل رکھتے ہین یہ سمجھنا چاہیئے کہ کادیانی اس بات بتلانے مین کہ خدا تعالے اس عذاب بھیجنے مین قانون انگریزی کی دفعہ کے قایم ہونیکی انتظار مین ہے خدا تعالے پر افترا کرتا ہے۔ اور واقعہ مین حکم خدا تعالے کا نہین ہے۔ اور وہ عیسائی گورنمنٹ کے قانون کا پابند نہین بلکہ وہ خود احکم الحاکمین ہے۔ اور جو قانون اسنے اسلام اور قرآن مین مقرر کیا ہے اسکا خلاف وہ ہرگز نہین کرنا چاہتا۔ اور اگر کادیانی نے میعاد اسنے ایک مہینے کے ہفتون سے زیادہ مقرر کی تو پھر وہ انہی اعتراضات کی تختہ مشق ہوگی جو پہلی مدت موت عبداللہ آتھم پر کیگئی تھی۔ اور ان اعتراضات کی نظر سے کادیانی کے ملہم (معلم الملکوت) کو وہ موت منسوخ کرنی پڑی تھی۔

اس بیان سے ناظرین کو بخوبی روشن و ثابت ہوگا کہ کادیانی نے جو قول سوم مین کہا ہے اس سے

اولاً یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ عبداللہ آتھم اسکی پیشگوئی سے ڈر گیا۔ اور اگر ڈر جانا تسلیم بھی کیا جائے۔ تو اس سے اس عذاب موعود موت کا ٹلجانا جائز نہین ہوسکتا۔ اور ڈر جانیسے انکار کرنے پر عبداللہ آتھم کا قسم کھانا کوئی وجہ اور ضرورت نہین رکھتا۔ اس بیان مین عبداللہ آتھم کو جھوٹا فرض کرنے اور اسکے خوف بلکہ عارضی ایمان کو مان لینے پر بھی کادیانی جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس صورت کذب عبداللہ آتھم مین اس پیشگوئی کا پورا ہونا اور عبداللہ آتھم کا مارا جانا ضروری تھا۔ اور اگر اوسمین کادیانی کے فرضی ملہم (معلم الملکوت) یا جعلی خدا (عبداللہ کیحالت مابعد سے ناواقف و بیعلم) سے غلطی ہوئی ہے۔ تو وہ اب عبداللہ کو گھنٹون یا دنون یا چند ہفتون مین مارے اور اسکی قسم کا منتظر نہ رہے۔ ورنہ اسکے علم قدرت کو بٹہ لگیگا اور اسپر پیروی قانون عیسائی گورنمنٹ کا الزام عاید ہوگا۔ جس سے خداوند عالم قادر و عالم الغیب پاک و منزہ ہے۔

عذر سوم کی تائید مین جو **رابعاً** کادیانی نے کہا ہے کہ خدا تعالے نے جب دیکھا کہ موت کا پہلو مجروح و تختہ مشق اعتراضات ہوگیا ہے تب اسنے اسکو بدل دیا ہے۔ اس سے ثابت و متیقن ہتھا ہے کہ کادیانی و ہر یہ ہے وہ اس خدا تعالے کو نہین مانتا جسکو اسلام اور جملہ مذاہب سماوی نے عالم الغیب و قادر و ملیک تسلیم کیا ہوا ہے۔ بلکہ کسی ایسی ذات بے برکات عجز سمات کو خدا جانتا ہے جو نہ علم

رکھتا ہے۔ نہ قدرت اور نہ عقل نہ فہم جس سے وہ نفع و نقصان کا موازنہ کر سکے جو حقیقی خدا کو نہ ماننے اور دہریہ ہو جانے کے مساوی ہے۔ پس اگر واقعی کادیانی کا یہی اعتقاد ہے جو اسکے اس قول سے مفہوم ہوتا ہے تو پھر اس سے کسی مسئلہ شرعی میں مسلمانوں کو بحث کرنا مناسب نہیں۔ وہ سب مسائل کو چھوڑ کر پہلے اس مسئلہ میں بحث کرے۔ کہ خدا تعالے کو کن صفات سے ماننا چاہیئے۔ اور اگر اسکا ولی اعتقاد یہ نہیں جو اس قول سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور وہ خدا تعالے قادر و عالم الغیب کو مانتا ہے تو اسکو چاہیئے کہ اس قول کو واپس لے اور یہ خیال کرے کہ خدا تعالے کی شان اس بے ضبطی و بے عقلی سے اعلیٰ و ارفع ہے کہ وہ ایک واقعہ (موت عبد اللہ آتھم) کی نسبت اپنی خطیرۃ القدس اور دفتر قضا و قدر میں ایک تجویز مقرر کر کے ایک وقت اور تاریخ معین پر اسکے وقوع کی خبر دیدی۔ پھر جب اس واقعہ کے وقوع کی نسبت لوگوں کے اعتراضات سُنے۔ اور اس واقعہ کے وقوع کو تخمینی اعتراضات ہوا۔ دیکھ لے۔ تب اس واقعہ کے وقوع کی خبر کو منسوخ کر دے۔ مگر اس نسخ کو اپنے خطرۃ الغیب میں چھپائے رکھے۔ یا کادیانی کے دل و دماغ میں اسکو چھپا رکھے۔ اور اس واقعہ کی مدت وقوع تک اسکو اور کوئی بشر نہ سنے۔ اور جب وہ واقعہ وقوع میں نہ آوے اور اس کی تاریخ وقوع گذر جائے تب اس نسخ کا اظہار کرے یا اظہار کا حکم دے۔ پھر جب اس نسخ پر اعتراض کا اندیشہ پیدا ہو کہ یہ محض حیلہ بنایا گیا ہے۔ تو اسکے جواب میں اور اپنی تصدیق کے لئے پھر اسی واقعہ کے وقوع کی خبر کو دلیل ٹھیرا کر پیش کرے۔ اور یہ کہے کہ اگر تم نہیں مانتے اور ہماری اس نسخ پر اعتراض کرتے ہو تو پھر ہم وہ واقعہ وقوع میں لائیں گے اور اس شخص (عبد اللہ آتھم) کو اتنی ہی مدت ایک سال میں مار دیں گے۔ اور یہ نہ سوچی کہ اس خبر کے وقوع پر وہی اعتراضات ہوں گے جن سے بھاگ کر پہلے اس خبر کو منسوخ کیا تھا۔ اور ہم اس مثل کی مصداق بنجائیں گے فرمن المطر وقام تحت المیزاب یعنی مینہ سے بھاگا۔ اور پرنالے کے نیچے آکھڑا ہوا۔ اور اس غلطی اور نافہمی سے بھی اس کی شان اجل و ارفع ہے کہ وہ اس واقعہ کے وقوع کے نفع و نقصان کا موازنہ نہ کر سکے۔ اور اتنا نہ سمجھ سکے کہ اس کے وقوع سے اس تعداد کے لوگوں کا تابع ہو جانا۔ اور مخبر واقعہ کی صداقت کو مان لینا ممکن ہے کہ در صورت عدم وقوع اعتراض کرنیوالوں کی تعداد اسکے عشر عشیر کو بھی نہ پہنچے

ان باتون کو سوچکر کادیانی نے اس قول اور الہام کے دعوی کو دوڑا نکرے (واپس نہ لے) تو یقین ہوگا کہ وہ دہریہ ہے۔ خدا تعالے کو صفات کمال سے نہین مانتا۔ اور اللہ تعالے کو بے ضبطی بیعقلی۔ کم فہمی و غلطی کے نقائص سے پاک نہین سمجہتا۔ خود تو وہ علوم اسلامی سے جاہل ہی ہے وہ خدا تعالے کو بہی اس مسئلہ سے ناواقف سمجہتا ہے۔ جو اسلام مین متقرر ہے کہ نسخ صرف احکام مین ہوتا ہے اخبار مین اسکا وقوع ہرگز نہین ہوتا کیونکہ اس سے مخبر صادق کا کذب لازم آتا ہے۔ لہذا مخبر صادق اپنی کسی خبر کے وقوع کو کبہی نہین بدلتا۔ اور جس امر کے وقوع کی وہ خبر دیچکا ہو اسکو اعتراضات کے خوف سے خواہ کسقدر ہون وہ ملتوی نہین کرتا۔

کادیانی اگر اپنے فرضی خدا کو ایسا ہی سمجہتا ہے اور ان نقائص سے اسکو پاک نہین سمجہتا۔ تو کم سے کم اسکو عقلا اور اہل مذاہب تمام جہان کے عام خیال کا پاس و لحاظ تو ضروری تہا۔ اگر یہہ ڈہکوسلہ بناکر اسکو خدا کے ذمہ لگانا ہی تہا تو وہ بپاس و لحاظ اس عام خیال کے اتنا تو ضرور کرتا کہ اسکو ۴ ستمبر ۱۸۹۴ء (جو آخری تاریخ میعاد وفات عبد اللہ آتہم تہی۔ نہ ۵ ستمبر ۹۴ء[1] جسکو کادیانی نے اپنی حماقت سے آخری تاریخ بنایا ہوا تہا۔) سے پیشتر مشتہر کر دیتا۔

اس صورت مین بہی گو ہمارے اعتراضات مذکورہ (کہ خدا تعالے اپنے وعدہ کو منسوخ نہین کرتا۔ اور[2] نسخ اخبار مین جاری نہین ہوتا۔ اور[3] پہلے ایسا وعدہ ہی کیون کیا تہا۔ جو مورد اعتراض ہونا تہا۔ کیا اسکو ان اعتراضات کا علم پہلے سے نہوا تہا۔ پہر[4] دوبارہ اسی امر محل اعتراضات وفات عبد اللہ کو کیون اس نے پیش کیا۔) تو واقع ہوتے۔ **مگر** لوگ یہ اعتراض تو نکرتے۔ جواب کر رہے ہین کہ میعاد پیشگوئی گذر گئی۔ اور عبد اللہ آتہم کو موت نہ آئی۔ تب یہ بات بنائی گئی ہے۔ یہ بات اگر خدا کی طرف سے تہی۔

---

[1] اسکی وجہ ظاہر ہے۔ جس تاریخ سے کوئی مہینا شمار کیا جاتا ہے۔ اس تاریخ سے ایک دن پہلے اس مہینے کا اختتام ہوتا ہے۔ اور جس مہینے سے کوئی سال شروع ہوتا ہے اس مہینے سے ایک مہینا پہلے اس سال کا اختتام ہوتا ہے۔ بناءً علیہ عبد اللہ آتہم کی میعاد وفات پندرہ ماہ کی ۵ جون ۹۴ء سے (جو پہلا دن الہام یا احتلام کادیانی کا تہا) شروع ہوئی تہی تو چاہئے کہ اسکا اختتام ۴ جون ۹۴ء کو ہو۔ کادیانی کو اب بہی سمجہ مین نہ آوے تو کسی سکول کے لڑکے سے پوچہ دیکہئے۔

تو انقضاء میعاد کے پہلے کیون مشتہر نہ کی گئی۔

یہ اعتراض ایک طرف سے نہین بلکہ جمہور خلائق کیطرف جسمین مسلمان ہندو عیسائی سب داخل ہین۔ ہو رہا ہے۔ اور یہہ امر کادیانی کو معلوم ہے چنانچہ اس نے اشتہار تین ہزار کے ۱۸ کی فٹ نوٹ مین اسکو نقل کیا۔ اور کہا ہے۔ "بعض نادان کہتے ہین کہ یہہ الہام پندرہ مہینے کے اندر کیون شایع نہ کیا۔ مگر فرط دلیری یا یون کہہ کر بیحیائی سے اسکا جواب کوئی نہین دیا۔ صرف اسقدر کہہ دیا ہے۔ سو واضح ہو کہ پندرہ مہینے کے اندر ہی یہ الہام ہو چکا تہا۔ پھر جبکہ الہام نے اپنی صداقت کا پورا ثبوت دیدیا تو ثابت شدہ امر کا انکار کرنا بے ایمانی ہے"۔ جسکو ناظرین سمجھہ سکتے ہین کہ اسمین اس سوال کا جواب کوئی نہین دیا۔ اور عدم اشاعت الہام قبل از انقضاء مدت کے وجہ کوئی بیان نہین۔ صرف اسکے ثبوت کا دعوی بلا دلیل کر دیا۔ اور نہ ماننے والون کو بے ایمان کہدیا ہے۔

ہم اس مقام مین اس اعتراض کو چند اشخاص مختلف مذاہب سے نقل کر کے کادیانی کو شرمندہ کرتے اور یہہ بتاتے ہین کہ یہہ اعتراض بعض کیطرف سے نہین جیسا کہ کادیانی نے کہا ہے۔ بلکہ یا جمہور کی جانب سے ہے۔ اور کادیانی سے پوچھتے ہین کہ آپنے اسکا جواب کیا دیا اور کہان دیا۔ اور کس تاریخ آپ کو یہہ الہام ہوا تہا۔ اور کسی شخص کو آپنے سنایا تہا۔

اسلامی اخبار نور علی نور کے پرچہ ۱۶ ربیع الاول مین اسکا سنی مسلمان اڈیٹر لکھتا ہے جسکو آپکے چیلے حواری دوسرے اڈیٹر نے اپنے سکوت کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ ۵ ستمبر ۱۸۹۲ء تک تو یہہ دعوے کہ جبتک عبد اللہ آتہم نہ مرے سورج غروب نہ ہوگا۔ جب عبد اللہ آتہم ۵ ستمبر تک نہ مرا اور سارے جہان نے تمہین لعنت اور ملامت کی تو یہہ الہام ہوا کہ عبد اللہ آتہم نے اپنے دلمین کسیقدر رخ کیطرف رجوع کیا۔ اگر ۵ ستمبر سے پہلے مشتہر کر دیتے کہ وہ دلمین مسلمان ہو گیا اب نہ مریگا۔ تو ایک بات بہی تہی آخر مین سوال و جواب کے طور پر موت کے پہلو بدلنے کا عذر ایسا ہے کہ بس آپکی خدا کی خدائی ظاہر ہو گئی۔ جب آپ کے خدا نے دیکہا کہ موت کا پہلو تختہ مشق اعتراضات ہو گیا۔ تو ناچار دوسرا پہلو اختیار کیا۔ مگر تمہارے خدا کو اتنی عقل بہی نہ تہی کہ موت کے پہلو مین تو صرف بعض مخالفون کے اعتراض ہوتے اور ہزارہا نادان

مخالف آپکے مطیع اور تابعدار ہو جاتے اور مرید علم الیقین سے عین الیقین کے درجہ کو پہنچے۔ برخلاف دوسرے پہلو کے جو تمہارے خدا نے اختیار کیا تمکو سارا جہان موافق اور مخالف سب لعنت اور ملامت کرتا ہے۔ مینہہ سے بھاگ کر پرنالہ کے نیچے پناہ لینا تمہارے فرضی خدا کا کام ہے۔ نہ علام الغیوب کا۔

ایک اور اسلامی اخبار (پیسہ اخبار) لکھتا ہے۔ پچھلے ہفتہ مین مرزا صاحب قادیانی کی پیشگوئی کے غلط نکلنے کی خبر چھاپ چکے ہین۔ اگر اتفاقاً مرزا صاحب کی پیشگوئی صحیح بھی ہو جاتی تو بہت سے خوش اعتقادون اور عام لوگون کے بھٹکنے کا اندیشہ تہا۔ مرزا صاحب بجائے اسکے کہ پیشینگوئی کے غلط نکلنے پر اقرار ندامت کرتے کہ یہہ کام خدا ہی کے سپرد رہے۔ انہون نے ایک اشتہار چھاپ کر دعوی کیا ہے کہ حقیقت مین انہین ہی فتح ہوئی ہے۔ وہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ عبداللہ آتہم صاحب نے کسی وقت دلمین اسلام کی صداقت تسلیم کی ہوگی۔ اسلئے ان کے الہام کی شرط کے مطابق خدا نے انہین نہین مارا کیا مرزا صاحب کا خدا اتنا ہی عالم الغیب نہین تہا۔ کہ وہ انہین پہلے ہی نتیجہ سے مطلع کر دیتا۔ اس کے علاوہ دوسرا الہام مرزا صاحب کو ایسے آخری وقت مین ہوا جبکہ ساری دنیا پان کی تلعی کہل گئی۔ اگر وہ ستمبر سے دس روز پہلے ہی وہ ایسا مشتہر کر دیتے تو ایک بات تہی عذر گناہ بدتر از گناہ کے مثال مرزا صاحب کے آخری اشتہار سے بہتر کہین نہین ملی اور ہمین سخت افسوس ہے کہ ایسے لائق آدمی ایسی بیہودہ دلیلون کی آڑ مین پناہ لین۔

عیسائی اخبار نور افشان نے پرچہ ۸ ستمبر ۱۸۹۷ء مین پادری جی ایل ٹھاکر داس سے نقل کیا ہے۔ کمترین نے نور افشان مطبوعہ ۱۷ اگست مین بمضمون الہام آہی اور الہام ارواحی کے آخر مین اپنی دور اندیشی سے یہ لکھا تہا کہ کہین ایسا نہو۔ جو آپکی پیشگوئی کی تاریخ بڑہ جائے۔ اور اگر ایسا ہوا کرے تو مسٹر آتہم کیا جسکو چاہین تاریخون ہی سے مار سکتے ہین۔ اب مرزا قادیانی نے اپنے اس اشتہار کے رد سے جسکی کیفیت سنا رہا ہون کمترین کی دور اندیشی کی تکمیل کر دی ہے۔ اور ایک سال کی زیادہ تاریخ بڑہانے کے لئے مسٹر آتہم صاحب سے درخواست

کی ہے۔ اگر مرزا صاحب کو سچ مچ الہام ہوا تھا تو اس الہام کی خدا کو زیادہ فکر ہونی چاہئے تھی اور لازم تھا کہ جب ہمنے اندیشہ از دیاد تاریخ کا ظاہر کیا تھا۔ تو مرزا صاحب بھی ترمیم الہام ۵ ستمبر سے پہلے مشتہر کر دیتے لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ بہتر ہے کہ مرزا صاحب اب الہام کی عادت چھوڑ دیں اور سچے دل سے توبہ کریں۔ خداوند الیسون کو قبول کرنیکا وعدہ فرماتا ہے۔ اور ان کے مریدوں کو چاہئے کہ مرزا صاحب کی اس نئی ترمیم الہام کی کچھ پروا نہ کریں۔ اور اب مرزا صاحب کا پیچھا چھوڑیں۔ جو کچھ ہو چکا سو کافی ہے۔

ایک ہندو اخبار کوہ نور لکھتا ہے "جیسا کہ ہم گذشتہ ہفتہ کے اخبار میں لکھ چکے ہیں۔ ہمیں پوری امید تھی کہ مرزا صاحب اس پیشگوئی کے غلط ثابت ہونے پر ضرور کوئی نہ کوئی تاویل فرمائیں گے۔ ہمارا یہ خیال صحیح نکلا۔ چنانچہ مرزا صاحب نے فتح اسلام کے نام سے ایک اشتہار مشتہر کیا ہے۔ جسمیں وہ ایک تازہ الہام کے بموجب یوں تاویل فرماتے ہیں۔ اب ہمیں خدا تعالےٰ نے اپنے خاص الہام سے جتلایا کہ آتھم صاحب نے عظمت اسلام کا خوف اور ہم اور غم اپنے دلمیں ڈالکر کسیقدر حق کیطرف رجوع کیا۔ جس سے وعدہ موت میں تاخیر ہوئی۔ یہ ایک نہایت بیہودہ اور لچر تاویل ہے۔ اگر مرزا صاحب الہم صادق ہوتے تو ان کو میعاد مذکور کے اندر ہی یعنے ۵ ستمبر ۱۸۹۷ء سے پہلے ظاہر کر دینا چاہئیے تھا کہ عبداللہ آتھم نہیں مریگا۔ اب کہ پیشگوئی غلط ثابت ہو چکی۔ اور چاروں طرف سے لعن طعن کی بوچھاڑ ہوئی تو پھر ان کو یہ الہام ہوا جو مثل بعد از جنگ کے مصداق ہے۔ اس کسیقدر کے لفظ نے اور بھی جان ڈالدی ہے"۔

ایسا ہی بہت سے اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ **انہی معترضین** کے سلسلہ میں مسلمانان اودھانہ نے جنمیں ایک جوانمرد منشی مولوی سعداللہ سعدی بھی شامل ہیں کادیانی پر اشتہار ۱۶ ستمبر کے میں یہ **اعتراض** کیا کہ نئے مسیحیو! جائے غور ہے۔ خدا نے تو تمہارے مسیح کو آتھم کے رجوع بحق کی اطلاع دیدی۔ اور وہ علانیہ اسے اقرار کفر اور تثلیث پر اپنے حال و قال اور چال سے کادیانی کی تکذیب کر رہا ہے۔ اور کادیانی کہتا ہے کہ نہیں یہ دل میں راجع بحق ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اور اس قسم کے دھوکے دینے کے بعد جسکا پردہ پھٹ جائے۔ جینے سے مرجانا بہتر ہے۔

کادیانی کی ساتویں بات اور فخریہ الزام کا جواب بھی اسی کے الفاظ سے دیا جاتا ہے کہ اب فرمائیے کادیانی جی ابھی تسلی ہوئی یا کچھ کسر ہے ہمنے صاف طور پر ثابت کر دیا ہے کہ قوم نے (باوجودیکہ ان کو بشرط ایمان نہ لانے کے عذاب کا ڈر سنایا گیا تھا۔ اور انہون نے اسکے جواب مین یہہ کہہ بھی دیا تھا۔ کہ ہم عذاب دیکھینگے۔ تب ایمان لائینگے) اسلئے اضطراب کیا۔ اور ایسی دردناک صورت بنائی کہ حضرت یونسؑ نے اپنے ظن سے (جسکی تشریح ہو چکی ہے) نہ وحی الٰہی سے ان کو ڈرایا تھا۔ کہ عذاب آجانے کے بعد ایمان قبول نہین ہوتا۔ اور حضرت یونسؑ بھی (باوجودیکہ انکو وحی الٰہی نے یہ خبر دی تھی کہ عذاب شرطی ہے اور بحالت عدم ایمان قوم ہے قطعی اور بہرحال) اسلئے قوم کی تکذیب سے ڈر کر انکیطرف جانے سے انکاری ہوئے۔ کہ وہ اپنے اسی ظن سے (جسکی تشریح ہو چکی ہے) نہ وحی الٰہی سے اس عذاب کو قطعی ٹھہرا چکے تھے اور قوم کو کہہ چکے تھے کہ تمہارے ایمان لانے سے یہہ عذاب نہ ٹلیگا۔

کادیانی کی آٹھوین بات کا جواب۔ اور عبارت کتاب یونہ کی تشریح۔

اس کتاب کے کسی فقرہ اور کسی لفظ سے یہ ثابت نہین ہوتا۔ کہ جو وعدہ حضرت یونسؑ کو عذاب قوم کا دیا گیا تھا وہ قطعی تھا۔ بلکہ اسکے باب ۳ کی دوسری آیت مین حضرت یونسؑ کا یہہ کہنا کہ "کیا یہہ میرا مقولہ نہ تھا جسوقت مین ہنوز وطن مین تھا۔ اسلئے مین آگے سے ترسیس کو بھاگا کیونکہ مین جانتا تھا کہ تو کریم اور رحیم خدا ہے جو غصہ کرنے مین دھیما اور نہایت مہربان ہے"۔ صاف بتا رہا ہے کہ حضرت یونسؑ کو پہلے ہی سے اس امر کا علم تھا۔ کہ خدا رحیم و کریم ہے وہ اس قوم کو عذاب نکریگا اور جو وعدۂ عذاب وہ دیگا وہ قطعی وعدہ نہوگا۔ اور اسی خیال سے اور اسی خوف سے وہ رسالت کی وجہ سے بھاگ گئے اور اسکی وجہ سے وہ مچھلی کے پیٹ مین قید و مبتلا ہوئے اگر وہ خدا کے وعدہ کو قطعی سمجھتے تو وہ پہلے سے یہ اندیشہ اسکے عدم وقوع کا کرکے ترسیس کو نہ بھاگتے۔ اس خیال عدم وقوع عذاب موعود سے انکا بھاگنا صاف بتاتا ہے کہ وہ اس وعدہ عذاب کو قطعی اور اسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

وقوع کو یقینی نہ سمجھتے تھے" آپکے ان الفاظ سے یہہ بات سمجھی جاتی تھی۔ اسلئے کادیانی نے باب کی آیات کا انتخاب کیا۔ تو آیت ۴۰ کا یہہ فقرہ نقل نہ کیا۔ اور اس نقل مین سرقہ کا ارتکاب کیا اور ناظرین کو دھوکا دیا۔

اس آیت کے اخیر مین جو حضرت یونس سے یہ فقرہ منقول ہے کہ خدا پچھتایا کے اپنے کو بدی سے باز رکھتا ہے۔ ایسا ہی باب ۳۲ کی آیات نمبر ۱۴ مین جسکو کادیانی نے نقل کیا ہے۔ خدا کو پچھتانے کا لفظ ہے۔ شاید کادیانی نے اس سے اس وعدہ کا قطعی ہونا نکالا ہے مگر اسکی یہ سخت دھوکا دہی ہے

اول تو بائبل کے اس قسم کے مضمون یا الفاظ عیسائیون کے لئے حجت و سند ہو سکتے ہین جو بائبل کو جمیع الفاظ و مطالب الہامی مانتے ہین۔ یا کادیانی کے لئے حجت ہونگے جو عیسائیون کا ہمنوا بھائی بنا ہوا ہے۔ مسلمان تو بحکم منطوق واجب الوثوق آنحضرت کے کہ لا تصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوا ھم یعنے نہ تو اہل کتاب کی ہر ایک بات مین تصدیق کرو۔ نہ تکذیب جسکی شرح (اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد ۱۱) مین ہو چکی ہے) ان کتابون کی ایسی باتون پر جن کی تصدیق قرآن و حدیث مین نہین ہے۔ یقین نہین کرتے۔ اور اگر بطور فرض محال اس لفظ کو صحیح اور تحریف سے محفوظ مان لیا جاوے تو پہر اس لفظ پچھتانے کے وہ معنے مراد نہ سمجھے جاوینگے جو انسانون مین پائے جاتے ہین کہ پہلے ایک بات کہین پہر اسمین غلطی دیکھکر اسپر نادم ہو کر برخلاف اسکے کہین۔ ان معنے کر خدا تعالے کو پچھتانے والا سمجھنا خدا تعالے کو غلط فہم اور خطا کار انسان کی مانند جاننا ہے۔ جس سے اللہ تعالے کی شان پاک اور ارفع ہے بلکہ اسکے معنے صرف بنظر لوازم نہ بحسب حقیقت (جسکا علم بجز خدا کسیکو نہین) یہ سمجھنے چاہئیے کہ پہلے ایک حالت (مثلاً بدی) کی نظر سے ایک حکم دینا۔ پہر دوسری حالت (نیکی) کی نظر سے دوسرا حکم دینا جو صورت و پیرایہ مین اسی انسانی پچھتانے کے مشکل ہے اور حقیقت اور معنے مین اس سے جداگانہ ایسا ہے خدا تعالے کا غصہ ہونا رحم کرنا۔ وغیرہ صفات مین جو لوازم و آثار مین انسانی صفات کے مشابہ ہین اور درحقیقت وہ انسانی صفات کی مانند اور مثل نہین ہین۔ کادیانی نے اگر پچھتانے کے وہی انسانی پچھتاوہ کے معنے سمجھ کر اس سے نکالا ہے کہ پہلے

خدا نے قوم کے مابعد ایمان لانے سے بے خبر ہونیکی وجہ سے وعدہ قطعی عذاب کا کیا۔ پھر جب وہ لوگ ایمان لے آئے تو خدا تعالےٰ کو اسکا پتہ لگا۔ اور علم ہوا۔ تو اسکو پہلے وعدہ پر افسوس ہوا۔ اور اسکو نادم ہو کر اپنے وعدہ کو بدلنا پڑا۔ تو اسکے برابر دنیا مین کوئی احمق اور خدا کا فروسنکہ نہین کیا وہ خدا کے غضب کو بھی اس معنے کر سمجھتا ہے۔ جو انسانون مین پیدا ہوتا ہے کہ خون مین جوش آجاتا ہے اور چہرہ سرخ ہو جاتا ہے اور حواس مین تغیر ہو جاتا ہے۔ اور خدا کے رحم کے بھی یہی سمجھتا ہے کہ اسکے دل مین گدگدی پیدا ہو جاتی ہے اور اسپر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی اسکا اعتقاد ہی تو پہلے وہ خدا تعالےٰ اور اسکی صفات پر ایمان صحیح کرے۔ پھر بائبل کی اس آیت سے ہاتھہ مارے۔ اور اگر کادیانی اس کتاب کے ان الفاظ سے کہ یونہ اس سے ناخوش اور نہایت رنجیدہ ہوا۔ اور خدا سے دعا مانگی کہ "میری جان مجھ سے لے کیونکہ میرے جینے سے مرنا بہتر ہے" قطعیت وعدہ عذاب نکالتا ہے۔ تو یہہ بھی اسکی سخت حماقت یا پرلے سرے کی دھوکا دہی و بے ایمانی ہے کیا وہ اس کلام کے یہہ معنے سمجھتا ہے کہ حضرت یونس نبی عذاب ٹلجانے سے خدا تعالےٰ پر غصہ اور رنجیدہ ہو گئے۔ اور اسی معنے کے ساتھہ وہ اس کلام کو پاک نوشتہ کہتا ہے اور پھر مسلمان ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔

ہم بحوالہ تفسیر کبیر وغیرہ ثابت کر چکے ہین کہ خدا تعالےٰ پر غصہ کرنا کافرون کا کام ہے۔ نہ مسلمانون کا۔ چہ جائیکہ انبیاء علیہ السلام کا ہو۔ جو خلقت کو ہدایت کرنے اور کفر سے بچانے کے لئے آئے ہین۔ لہذا اس کلام کے معنے اگر اسکو الہامی اور تحریف سے محفوظ تسلیم کیا جائے وہی ہین جو قرآن کے لفظ **مغاضب** اور دونون پہلی روایات تفسیر کبیر و درمنثور کی شرح مین بیان ہو چکی ہین کہ آپ قوم سے رنجیدہ ہوئے ہین۔ کہ وہ کیون بجگہ میرا کہنا نہین مانتے تھے۔ اور اسی رنج مین وہ کلمہ بیساختہ ان کے مونہہ سے نکلگیا۔ اس رنجیدہ ہونے اور اسپر وہ کلمہ کہنے کی نظیر حضرت یونس کا درخت رینڈی کے خشک ہو جانے پر رنجیدہ ہونا اور بعینہا وہی کلمہ کہنا ہے جو اس کتاب کے باب ۴ آیت ۸ و ۹ مین موجود ہے اور وہ ص ۸۱ رسالہ مین منقول ہے۔ جس سے کوئی احمق سے احمق بھی نہین نکالتا۔ کہ وہ رنجیدہ ہونا خدا پر تھا اور اسپر